چالیس احادیثِ شفاعت

اعلیحضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ

رضا اکیڈیمی لاہور

حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء اجداد کا ایمان

چالیس احادیثِ شفاعت

اعلیحضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ

رضا اکیڈمی لاہور

سلسلہ اشاعت نمبر 72, 73/166

| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | ....... | (۱) شمول الاسلام (۲) امن الاربعین |
| مصنف | ....... | امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ |
| کتابت | ....... | شاہ محمد چشتی قصوری |
| تصحیح | ....... | حافظ محمد شاھد اقبال |
| اشاعت | ....... | ۱۴۲۰ھ ۱۹۹۹ء |
| مطبع | ....... | احمد سجاد آرٹ پریس، لاہور۔ |
| قیمت | ....... | دعائے خیر بحق معاونین رضا اکیڈمی رجسٹرڈ، لاہور۔ |


## عطیات بھیجنے کے لیے

رضا اکیڈمی اکاؤنٹ نمبر ۸۳ ۹۳۸، حبیب بنک وسن پورہ برانچ، لاہور۔

بذریعہ ڈاک طلب کرنے والے حضرات 10 روپے کے ٹکٹ ارسال کریں۔

ملنے کا پتہ:

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ)

مسجد رضا محبوب روڈ، چاہ میراں، لاہور، پاکستان کوڈ نمبر ۵۴۹۰۰

فون نمبر ۲۵۰۴۴۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# استفتاء

از معسکر بنگلور، مسجد جامع مدرسہ جامع العلوم مرسلہ حضرت مولانا مولوی شاہ محمد عبد الغفار صاحب قادری نسباً وطریقۃً، اعلیٰ مدرس مدرسہ مذکور۔

۲۱ر شوال ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ سرورِ کائنات مفخرِ موجودات رسولِ خدا محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ماں باپ آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام تک مومن تھے یا نہیں؟[1]

بینوا توجروا

## فتویٰ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ لَکَ الۡحَمۡدُ الدَّآئِمُ لِبَاطِنِ الظَّاہِرِ صَلِّ وَسَلِّمۡ عَلَی الۡمُصۡطَفَی الۡکَرِیۡمِ نُوۡرِکَ الطَّیِّبِ الطَّاہِرِ الزَّاہِرِ الَّذِیۡ نَزَّھۡتَہٗ مِنۡ کُلِّ رِجۡسٍ وَّاَوۡدَعۡتَہٗ فِیۡ کُلِّ مُسۡتَوۡدَعٍ طَاہِرٍ وَنَقَلۡتَہٗ مِنۡ طَیِّبٍ اِلٰی طَیِّبٍ فَلَہُ الطَّیِّبُ الۡاَوَّلُ وَالۡاٰخِرُ وَعَلٰۤی اٰلِہٖ وَصَحۡبِہِ الۡاَطَآئِبِ الۡاَطَاہِرِ، اٰمِیۡن۔

اوّلاً اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے:۔

وَلَعَبۡدٌ مُّؤۡمِنٌ خَیۡرٌ مِّنۡ مُّشۡرِکٍ[2] — بے شک مسلمان غلام بہتر ہے مشرک سے۔

---

[1] اس سوال کے جواب میں "ہدایۃ الغوی فی اسلام آباء النبی" مصنفہ مولوی صاحب موصوف تھا، یہ اسی کی تصدیق میں لکھا گیا۔

[2] القرآن : ۲/۲۲۱

اور رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

بُعِثْتُ مِنْ خَیْرِ قُرُوْنِ بَنِیْ اٰدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰی کُنْتُ فِی الْقَرْنِ الَّذِیْ کُنْتُ مِنْہُ[1]

ہر قرن وطبقہ میں تمام قرونِ بنی آدم کے بہتر سے بھیجا گیا یہاں تک کہ اس قرن میں ہوا جس میں پیدا ہوا۔

رواہ البخاری فی صحیحہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت امیر المؤمنین مولیٰ المسلمین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی حدیث صحیح میں ہے:

لَمْ یَزَلْ عَلٰی وَجْہِ الدَّھْرِ (الْاَرْضِ) سَبْعَۃٌ مُسْلِمُوْنَ فَصَاعِدًا فَلَوْلَا ذٰلِکَ ھَلَکَتِ الْاَرْضُ وَمَنْ عَلَیْھَا[2]

روئے زمین پر ہر زمانے میں کم سے کم سات مسلمان ضرور رہے ہیں، ایسا نہ ہوتا تو زمین و اہلِ زمین سب ہلاک ہو جاتے۔

اخرجہ عبد الرزاق و ابن المنذر بسند صحیح علی شرط الشیخین۔

حضرت عالم القرآن حبر الامۃ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی حدیث میں ہے:

مَا خَلَتِ الْاَرْضُ مِنْ بَعْدِ نُوْحٍ مِنْ سَبْعَۃٍ یَدْفَعُ اللّٰہُ بِھِمْ عَنْ اَھْلِ الْاَرْضِ[3]

نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد زمین کبھی سات بندگانِ خدا سے خالی نہ ہوئی جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اہلِ زمین سے عذاب دفع فرماتا ہے۔

---

[1] محمد بن اسمٰعیل البخاری، متوفی شوال ۲۵۶ھ: صحیح البخاری باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم (قدیمی کتب خانہ کراچی) ۱/۵۰۳

[2] محمد بن عبد الباقی الزرقانی: شرح الزرقانی علی المواہب باب وفاۃ امہ صلی اللہ علیہ وسلم (مطبعہ عامرہ مصر) ۱/۲۰۴

[3] ایضاً: ۱/۲۰۴

جب صحیح حدیثوں سے ثابت کہ ہر قرن و طبقے میں روئے زمین پر لااقل سات مسلمان بندگانِ مقبول ضرور رہے ہیں اور خود صحیح بخاری شریف کی حدیث سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جن سے پیدا ہوئے وہ لوگ ہر زمانے میں، ہر قرن میں خیارِ قرن سے اور آیتِ قرآنیہ ناطق کہ کوئی کافر اگرچہ کیسا ہی شریف القوم بالا نسب ہو، کسی غلام مسلمان سے بھی خیر و بہتر نہیں ہوسکتا تو واجب ہوا کہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آباء و اُمہات ہر قرن اور طبقہ میں انہیں بندگانِ صالح و مقبول سے ہوں ورنہ معاذ اللہ صحیح بخاری میں ارشادِ مصطفیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و قرآنِ عظیم میں ارشادِ حق جل وعلا کے مخالف ہوگا۔

**اقول** والمعنیٰ[1] اَنَّ الکافِرَ لَا یَستَاھِلُ شَرعًا اَن یُّطلَقَ عَلَیہِ اَنَّہٗ مِن خِیَارِ القَرنِ لَاسِیَّمَا وَھُنَاکَ مُسلِمُونَ صَالِحُونَ وَاِن لَّم یُرِدِ الخَیرِیَّۃَ اِلَّا بِحَسَبِ النَّسَبِ فَافھَم

یہ دلیل امامِ جلیل خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین سیوطی قدس سرہ نے افادہ فرمائی،

فَاللّٰہُ یَجزِیہِ الجَزَاءَ الجَمِیلَ۔

ثانیًا: قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اِنَّمَا المُشرِکُونَ نَجَسٌ[2] "کافر تو ناپاک ہی ہیں"

اور حدیث میں ہے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| لَم یَزَلِ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ یَنقُلُنِی مِن | ہمیشہ اللہ تعالےٰ مجھے پاک ستھری پشتوں |
| اَصلَابٍ طَیِّبَۃٍ اِلٰی اَرحَامٍ طَاھِرَۃٍ صَافِیًا | میں نقل فرماتا رہا صاف ستھرا آراستہ |
| مُھَذَّبًا لَا تَتَشَعَّبُ شُعبَتَانِ اِلَّا کُنتُ فِی | جب دو شاخیں پیدا ہوئیں میں اُن میں |

---

[1] میں کہتا ہوں کہ مراد یہ ہے کہ کافر شرعًا اس بات کا مستحق نہیں کہ اس کو خیر القرن کہا جاسکے بالخصوص جبکہ مسلمان صالح موجود ہوں اگرچہ خیریت نسب ہی کے لحاظ سے کیوں نہ ہو ۱۲

[2] القرآن : ۹/۲۸

خَیْرِھِمَا[1] بہتر شاخ میں تھا۔

اور ایک حدیث میں ہے، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لَمْ اَزَلْ اُنْقَلُ مِنْ اَصْلَابِ الطَّاھِرِیْنَ اِلٰی اَرْحَامِ الطَّاھِرَاتِ[2]۔ میں ہمیشہ پاک مردوں کی پشتوں سے پاک بیبیوں کے پیٹوں میں منتقل ہوتا رہا۔

رواہ ابونعیم فی دلائل النبوۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

دوسری حدیث میں ہے، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لَمْ یَزَلِ اللّٰہُ یَنْقُلُنِیْ مِنَ الْاَصْلَابِ الْکَرِیْمَۃِ وَالْاَرْحَامِ الطَّاھِرَۃِ حَتّٰی اَخْرَجَنِیْ بَیْنَ اَبَوَیَّ[3] ہمیشہ اللہ عزوجل مجھے کرم والی پشتوں اور طہارت والے شکموں میں نقل فرماتا رہا یہاں تک کہ مجھے میرے ماں باپ سے پیدا کیا۔

رواہ ابن ابی عمرو العدنی فی مسندہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

تو ضرور ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آبائے کرام طاہرین و امہاتِ کرام طاہرات سب اہلِ ایمان و توحید ہوں کہ بنصِ[عہ] قرآنِ عظیم کسی کافر و کافرہ کے لئے کرم و طہارت سے حصہ نہیں۔

یہ دلیل امامِ اجل فخر المتکلمین علامۃ الوریٰ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے افادہ فرمائی اور امام جلال الدین سیوطی اور علامہ محقق سنوسی اور علامہ تلمسانی شارحِ شفاء و امام ابنِ حجر مکی و علامہ محمد زرقانی شارحِ مواہب وغیرہم اکابر نے اس کی تائید و تصویب کی۔

---

[1] ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی: دلائل النبوۃ، ذکر فضیلۃ صلی اللہ علیہ وسلم لطیب مولدہ (بیروت): ۱/۱۱

[2] محمد بن عبدالباقی الزرقانی: شرح الزرقانی، باب وفاۃ امہ صلی اللہ علیہ وسلم (مطبع عامرہ مصر): ۱/۲۰۴

[3] قاضی عیاض مالکی اندلسی: کتاب الشفاء، الباب الثالث (شرکۃ صحفیہ او لتمسند سندھ): ۱/۱۳۲

[عہ] تصریح۔

ثالثاً، قال اللہ تبارک و تعالیٰ:

| | |
|---|---|
| وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ۝ | بھروسہ کر زبردست مہربان پر جو تجھے دیکھتا ہے |
| الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ۝ وَ | جب تو کھڑا ہوا اور تیرا کروٹیں بدلنا |
| تَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ ۝ [1] | سجدہ کرنے والوں میں۔ |

امام رازی فرماتے ہیں، معنیٰ آیت یہ ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نورِ پاک ساجدوں سے ساجدوں کی طرف منتقل ہوتا رہا، تو آیت اس پر دلیل ہے کہ سب آبائے کرام مسلمین تھے۔[2]

امام سیوطی و امام ابنِ حجر و علامہ زرقانی وغیرہم اکابر نے اس کی تقریر و تائید و تاکید و تشیید فرمائی اور حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کے مؤید روایت ابو نعیم کے یہاں آئی وَقَدْ صَرَّحُوا اَنَّ الْقُرْاٰنَ مُحْتَجٌّ بِهٖ عَلٰى جَمِيْعِ وُجُوْهِهٖ وَلَا يَنْفِيْ تَاْوِيْلٌ تَاْوِيْلًا وَيَشْهَدُ لَهٗ عَمَلُ الْعُلَمَاءِ فِي الْاِحْتِجَاجِ بِالْاٰيَاتِ عَلٰى اَحَدِ التَّاْوِيْلَاتِ قَدِيْمًا وَحَدِيْثًا[3]

رابعاً: قال المولیٰ سبحٰنہ و تعالیٰ:

| | |
|---|---|
| وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ | البتہ عنقریب تجھے تیرا رب |
| فَتَرْضٰى ۝ (۹۳/۵) | اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائیگا۔ |

اللہ اکبر! بارگاہِ عزت میں، مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی عزت و وجاہت و محبوبیت کہ امت کے حق میں تو رب العزت جل و علا نے فرمایا ہی تھا:

---

[1] القرآن: ۲۶/۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹۔

[2] امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالےٰ نے امام رازی کی تصنیف "اسرار التنزیل" کے حوالے سے یہ تفسیر نقل کی ہے ملاحظہ ہو "التعظیم والمنۃ فی ان ابوی رسول اللہ فی الجنۃ" طبع حیدر آباد دکن، ص ۵۰ اغزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ تعالےٰ نے اس حوالے کی نشاندہی فرمائی ۱۲ شرف قادری نقشبندی۔

[3] علماء نے تصریح کی ہے کہ قرآن پاک کی ہر وجہ سے استدلال کیا جائیگا اور کوئی ایک تاویل دوسری تاویل کی نفی نہیں کرتی، اس کیلئے علماء کا عمل گواہ ہے کہ وہ پرانے اور نئے زمانے میں آیاتِ مبارکہ کی کئی تاویلات میں سے ایک سے استدلال کرتے رہے ہیں ۱۲ شرف قادری نقشبندی

سَنُرْضِيكَ فِي أُمَّتِكَ وَلَا نَسُوؤُكَ [1]
قریب ہے کہ ہم تجھے تیری امت کے باب میں راضی کردیں گے اور تیرا دل برا نہ کریں گے۔

رواہ مسلم فی صحیحہ۔ مگر اس عطاء و رضا کا مرتبہ یہاں تک پہنچا کہ صحیح حدیث میں حضور سیّد عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ابوطالب کی نسبت فرمایا:

وَجَدْتُہٗ فِي غَمَرَاتٍ مِّنَ النَّارِ
میں نے اسے سراپا آگ میں ڈوبا پایا تو

فَاَخْرَجْتُہٗ اِلٰی ضَحْضَاحٍ [2]
کھینچ کر ٹخنوں تک کی آگ میں کردیا۔

رواہ البخاری ومسلم عن العباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

دوسری روایت صحیح میں فرمایا:

وَلَوْلَآ اَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ [3]
اگر میں نہ ہوتا تو ابوطالب جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں ہوتا۔

رواہ ایضا عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

دوسری حدیث صحیح میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اَھْوَنُ اَھْلِ النَّارِ عَذَابًا [4]
دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب پر ہے۔

رویاہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ (امام بخاری ومسلم نے یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی)

---

[1] مسلم بن حجاج: صحیح مسلم، باب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم لامتہ (قدیمی کتب خانہ کراچی): ۱/۱۱۳

[2] ایضاً: باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی طالب: ۱/۱۱۵

[3] ایضاً: 〃 〃 〃 〃 〃 : ۱/۱۱۵

[4] ایضاً: 〃 〃 〃 〃 〃 〃 : ۱/۱۱۵

اور ظاہر ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے جو قرب والدین کریمین کو ہے ابوطالب کو اس سے کیا نسبت؟ پھر ان کا عذر بھی واضح کہ نہ انہیں دعوت پہنچی، نہ انہوں نے زمانۂ اسلام پایا۔ تو اگر معاذ اللہ وہ اہلِ جنت نہ ہوتے تو ضرور تھا کہ ان پر ابوطالب سے بھی کم عذاب ہوتا اور وہی سب سے ہلکے ہوتے، یہ حدیث صحیح کے خلاف ہے تو واجب ہوا کہ والدین کریمین اہلِ جنت ہیں وللہ الحمد، اس دلیل کی طرف بھی امام خاتم الحفاظ[ع] نے اشارہ فرمایا۔

**اقول** وباللہ التوفیق۔ تقریرِ دلیل یہ ہے کہ صادق و مصدوق صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ اہلِ نار میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب پر ہے۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ ابوطالب پر یہ تخفیف کس وجہ سے ہے؟ آیا حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی یاری و غمخواری و پاسداری و خدمت گذاری کے باعث یا اس لئے کہ سید المحبوبین صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے محبت طبعی تھی، حضور کو ان کی رعایت منظور تھی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِیْہِ[1] آدمی کا چچا اس کے باپ کے بجائے ہوتا ہے۔

رواہ الترمذی بسندٍ حسنٍ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن علی و الطبرانی الکبیر عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

شِقِّ اوّل باطل ہے قال اللہ عزوجل:

وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰہُ ھَبَآءً مَّنْثُوْرًا[2]

صاف ارشاد ہوتا ہے کہ کافر کے سب عمل برباد محض ہیں، لاجرم شِقِّ ثانی ہی صحیح ہے اور یہی ان احادیث صحیحہ مذکورہ سے مستفاد، ابوطالب کے عمل کی حقیقت تو یہاں تک تھی کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ

---

[1] امام احمد بن حنبل : مسند امام احمد عن ابی ہریرۃ (بیروت) : ۲/۳۲۲

[2] القرآن : ۲۵/۲۳

[ع] امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

علیہ وسلم نے سراپا آگ میں غرق پایا، عمل نے نفع دیا ہوتا تو پہلے ہی کام آتا، پھر حضور کا ارشاد کہ میں نے اسے ٹخنوں تک کی آگ میں کھینچ لیا، میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے طبقۂ زیریں میں ہوتا۔

لاجرم یہ تخفیف صرف محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کا پاسِ خاطر اور حضور کا اِکرام ظاہر و باہر ہے اور بالبداہۃ واضح کہ محبوب صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی خاطرِ اقدس پر ابوطالب کا عذاب ہرگز اتنا گراں نہیں ہو سکتا جس قدر معاذ اللہ والدین کریمین کا معاملہ، نہ اُن سے تخفیف میں حضور کی آنکھوں کی وہ ٹھنڈک جو حضرات والدین کے بارے میں، نہ ان کی رعایت میں حضور کا وہ اعزاز و اکرام جو حضرات والدین کے چھٹکارے میں، تو اگر عیاذاً باللہ وہ اہلِ جنت نہ ہوتے تو ہر طرح سے وہی اِس رعایت و عنایت کے زیادہ مستحق تھے، و بوجہِ آخر فرض کیجئے کہ یہ ابوطالب کے حقِ پرورش و خدمت ہی کا معاوضہ ہے تو پھر کون سی پرورش جزئیت کے برابر ہو سکتی ہے، کونسی خدمت حمل و وضع کا مقابلہ کر سکتی ہے، کیا کبھی کسی پرورش کنندہ یا خدمت گذار کا حق، حقِ والدین کے برابر ہو سکتا ہے؟ جسے رب العزت نے اپنے حقِ عظیم کے ساتھ شمار فرمایا:

اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ [1]   حق مان میرا اور اپنے والدین کا۔

پھر ابوطالب نے جہاں برسوں خدمت کی چلتے وقت رنج بھی وہ دیا جس کا جواب نہیں، ہرچند حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کلمہ پڑھنے کو فرمایا، نہ پڑھنا تھا نہ پڑھا، جرم وہ کیا جس کی مغفرت نہیں، عمر بھر معجزات دیکھنا، احوال پر علم تام رکھنا اور زیادہ حجۃ اللہ قائم ہونے کا موجب ہوا بخلاف ابوین کریمین کہ نہ انہیں دعوت دی گئی، نہ انکار کیا تو ہر وجہ، ہر لحاظ، ہر حیثیت سے یقیناً انہیں کا پلّہ بڑھا ہوا ہے تو ابوطالب کا عذاب سب سے ہلکا ہونا یونہی متصور کہ ابوین کریمین اہلِ نار ہی سے نہ ہوں وَھُوَ الْمَقْصُوْدُ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْوَدُوْدِ۔

خامساً: اقول قال المولیٰ عزوعلا:

---

[1] القرآن: ۳۱/۱۴

| | |
|---|---|
| لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَ | برابر نہیں دوزخ والے اور |
| اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ | جنّت والے اور جنّت والے |
| هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ [1] | ہی مراد کو پہنچے۔ |

حدیث میں ہے، حضور پُر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اولادِ امجاد حضرت عبد المطلب سے ایک پاک طیّبہ خاتون رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو آتے دیکھا۔ جب پاس آئیں فرمایا:

| | |
|---|---|
| مَآ اَخْرَجَكِ مِنْ بَيْتِكِ۔ | اپنے گھر سے باہر کہاں گئی تھیں؟ |

عرض کی:

| | |
|---|---|
| اَتَيْتُ اَهْلَ هٰذَا الْمَيِّتِ فَتَرَحَّمْتُ | یہ جو ایک موت ہو گئی تھی میں ان کے |
| اِلَيْهِمْ وَعَزَّيْتُهُمْ بِمَيِّتِهِمْ۔ | یہاں تعزیت اور دعائے رحمت |
| | کرنے گئی تھی۔ |

فرمایا:

| | |
|---|---|
| لَعَلَّكِ بَلَغْتِ مَعَهُمُ الْكُدٰى۔ | شاید تو ان کے ساتھ قبرستان تک گئی۔ |

عرض کی:

| | |
|---|---|
| مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ بَلَغْتُهَا وَ | خدا کی پناہ کہ میں وہاں جاتی حالانکہ |
| قَدْ سَمِعْتُكَ تَذْكُرُ فِيْ ذٰلِكَ | حضور سے سن چکی تھی جو کچھ اس باب |
| مَا تَذْكُرُ۔ | میں ارشاد کیا۔ |

سیّدِ عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

| | |
|---|---|
| لَوْ بَلَغْتِهَا مَعَهُمْ مَا رَاَيْتِ الْجَنَّةَ حَتّٰى | اگر تو ان کے ساتھ وہاں تک جاتی تو |
| يَرَاهَا جَدُّ اَبِيْكِ [2] | جنت نہ دیکھتی جب تک عبد المطلب |

---

[1] القرآن ، ۲۰/۵۹

[2] امام عبد الرحمٰن بن احمد النسائی (م ۳۰۳ھ مکہ)؛ سنن نسائی: باب النعی، مکتبۃ السلفیہ لاہور، حدیث ۱۸۸۹، ۱/۲۱۶

نہ دیکھیں۔

رواہ ابوداؤد والنسائی واللفظ لہ عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما اما ابوداؤد فتادب وکنّی وقال فذکر تشدیدا فی ذٰلک واما عبدالرحمٰن فادّی ـــــــ لتبلیغ العلم واداء الحدیث علی وجہہ لِکُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا۔

یہ تو حدیث کا ارشاد ہے، اب ذرا عقائدِ اہلِ سنّت پیشِ نظر رکھتے ہوئے نگاہِ انصاف درکار، عورتوں کا قبرستان جانا غایت درجہ اگر ہے تو معصیت ہے اور ہرگز کوئی معصیت مسلمان کو جنت سے محروم اور کافر کے برابر نہیں کر سکتی، اہلِ سنت کے نزدیک مسلمان کا جنت میں جانا واجبِ شرعی ہے اگرچہ معاذ اللہ مؤاخذے کے بعد اور کافر کا جنت میں جانا محالِ شرعی کہ ابدالآباد تک کبھی ممکن ہی نہیں اور نصوص کو حتے الامکان ظاہر پر محمول کرنا واجب اور بے ضرورت تاویل ناجائز اور عصمت، نوعِ بشر میں خاصہ حضراتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء ہے ان کے غیر سے اگرچہ کیسا ہی عظیم الدرجات ہو، وقوعِ گناہ ممکن و متصور۔ یہ چاروں باتیں عقائدِ اہلِ سنت میں ثابت و مقرر۔ اب اگر بحکم مقدمۂ رابعہ مقاربت تک بلوغ فرض کیجیے تو بحکم مقدمۂ ثالثہ جزا کا ترتّب واجب اور اس تقدیر پر کہ حضرت عبد المطلب کو معاذ اللہ غیر مسلم کہیے بحکم مقدمتین اولین و نیز بحکم آیتِ کریمہ محال و باطل، تو واجب ہوا کہ حضرت عبد المطلب مسلمان و اہلِ جنت ہوں اگرچہ مثل صدیق و فاروق و عثمان و علی و زہرا، و صدیقہ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سابقین اولین میں نہ ہوں۔ اب معنیٔ حدیث بلا تکلف اور بے حاجتِ تاویل و تصرف عقائدِ اہلِ سنت سے مطابق ہیں یعنی اگر یہ امر تم سے واقع ہوتا تو سابقین اولین کے ساتھ جنت میں جانا نہ ملتا بلکہ اس وقت جبکہ عبد المطلب داخلِ بہشت ہوں گے ھٰکذا ینبغی التحقیق واللہ تعالیٰ ولی التوفیق۔

سادساً: اقول، قال ربنا الاعز الاعلیٰ عز وعلا:

| | |
|---|---|
| وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ | عزت تو اللہ ورسول اور مسلمانوں ہی کیلئے |
| وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؎۱ | ہے مگر منافقوں کو علم نہیں۔ |

قال تعالیٰ :

| | |
|---|---|
| يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ | اے لوگو! ہم نے بنایا تمہیں ایک نر و مادہ |
| ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا | سے اور کیا تمہیں قومیں اور قبیلے کہ |
| وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ | آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو |
| عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ | بے شک اللہ کے نزدیک تمہارا |
| خَبِيْرٌ ؎۲ | زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔ |

ان آیاتِ کریمہ میں رب العزت جل وعلا نے عزت وکرم کو مسلمانوں میں منحصر فرما دیا کافر کو کتنا ہی قوم دار ہو لئیم وذلیل ٹھہرایا اور کسی لئیم و ذلیل کی اولاد سے ہونا کسی عزیز و کریم کے لئے باعثِ مدح نہیں ولہٰذا کافر باپ دادوں کے انتساب سے فخر کرنا حرام ہوا۔ صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

| | |
|---|---|
| مَنِ انْتَسَبَ اِلٰى تِسْعَةِ اٰبَآءٍ كُفَّارٍ | جو شخص عزت وکرامت چاہنے کو اپنی |
| يُرِيْدُ بِهِمْ عِزًّا وَّكَرَمًا كَانَ | نو پشت کافر کا ذکر کرے کہ میں فلاں |
| عَاشِرَهُمْ فِي النَّارِ ؎۳ | ابن فلاں ابن فلاں کا بیٹا ہوں ان کا دسواں جہنم میں یہ شخص ہو۔ |

؎۳ رواہ الامام احمد عن ابی ریحانۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح، اور احادیث کثیرہ

---

؎۱ القرآن : ۸/۶۳ ؎۲ القرآن : ۱۳/۴۹

؎۳ امام احمد بن حنبل ، مسند امام احمد عن ابی ریحانہ (بیروت) : ۴/۱۳۴

مشہورہ سے ثابت کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالےٰ وسلم نے اپنے فضائلِ کریمہ کے بیان اور مقامِ رجز و مدح میں بارہا اپنے آبائے کرام و امہاتِ کرائم کا ذکر فرمایا۔

روزِ حنین جب ارادۂ الٰہیہ سے تھوڑی دیر کے لئے کفار نے غلبہ پایا، معدود بندے رکابِ رسالت میں باقی رہے، اللہ غالب کے رسولِ غالب پر شانِ جلال طاری تھی،

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ — میں نبی ہوں کچھ جھوٹ نہیں میں ہوں

أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ [1] — بیٹا عبد المطلب کا۔

رواہ احمد والبخاری ومسلم والنسائی عن البراء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضور قصد فرمارہے ہیں کہ تنہا ان ہزاروں کے مجمع پر حملہ فرمائیں۔ حضرت عباس بن عبد المطلب و حضرت ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما بغلہ شریف کی لگام مضبوط کھینچے ہوئے ہیں کہ بڑھ نہ جائے اور حضور فرمارہے ہیں:

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ [2]

میں سچا نبی ہوں، اللہ کا پیارا، عبد المطلب کی آنکھ کا تارا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

رواہ ابو بکر بن ابی شیبۃ وابو نعیم عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

امیر المومنین عمر لگام روکے ہیں اور حضرت عباس دمچی تھامے اور حضور فرمارہے ہیں،

قدما أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ ؛ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ" اسے بڑھنے دو، میں ہوں نبی، صریح حق پر میں ہوں عبد المطلب کا پسر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

رواہ ابن عساکر عن مصعب بن شیبۃ عن ابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جب کافر نہایت قریب آگئے، بغلۂ طیبہ سے نزولِ اجلال فرمایا، اس وقت

---

[1] محمد بن اسماعیل بخاری صحیح بخاری، باب من قاد دابۃ غیرہ فی الحرب (قدیمی کتب خانہ کراچی) ۱/۴۰۱

[2] ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ مصنف ابن ابی شیبہ قبیل اسباق علی الابل (ادارۃ القرآن کراچی) ۱۲/۵۰۶

بھی یہی فرماتے تھے :

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ    أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ : اَللّٰهُمَّ نَزِّلْ نَصْرَكَ

میں ہوں نبی برحق سچا، میں ہوں عبد المطلب کا بیٹا، الٰہی اپنی مدد نازل فرما۔

رواہ ابن ابی شیبۃ و ابن جریر عن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ پھر ایک مشتِ خاک دستِ پاک میں لے کر کافروں کی طرف پھینکی اور فرمایا :

شَاهَتِ الْوُجُوهُ [1]    بگڑ گئے چہرے۔

وہ خاک ان ہزاروں کافروں پر ایک ایک کی آنکھ میں پہنچی اور سب کے منہ پھر گئے۔ ان میں جو مشرف باسلام ہوئے وہ بیان فرماتے ہیں جس وقت حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ کنکریاں ہماری طرف پھینکیں ہمیں یہ نظر آیا کہ زمین سے آسمان تک تانبے کی دیوار قائم کردی گئی اور اس پر سے پہاڑ ہم پر لڑھکائے گئے، سوائے بھاگنے کے کچھ نہ بن آئی وصلی اللہ تعالیٰ علی الحق المبین سید المنصورین وآلہ و بارک و سلم، اسی غزوہ کے رجز میں ارشاد فرمایا :

أَنَا ابْنُ الْعَوَاتِكِ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ [2]    میں بنی سلیم سے ان چند خاتونوں کا بیٹا ہوں جن کا نام عاتکہ تھا۔

رواہ سعید بن منصور فی سننہ والطبرانی فی الکبیر عن سیابۃ بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ایک حدیث میں ہے، بعض غزوات میں فرمایا :

---

[1] امام ابوجعفر محمد بن جریر الطبری : تفسیر ابن جریر، زیر آیت لقد نصرکم اللہ (مطبعہ میمنیہ مصر) ۱۰/۶۴
(ب) ابوبکر احمد بن حسین بیہقی : دلائل النبوۃ (بیروت) ۵/۱۳۲
[2] الجامع الصغیر مع فیض القدیر للامام السیوطی (بیروت) ۳/۳۸
(ب) امام طبرانی : معجم کبیر

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبُ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ أَنَا ابْنُ الْعَوَاتِكْ [۱]

"میں نبی ہوں، کچھ جھوٹ نہیں، میں ہوں عبد المطلب کا بیٹا، میں ہوں ان بیبیوں کا بیٹا جن کا نام عاتکہ تھا" رواہ ابن عساکر عن قتادۃ۔

علّامہ مناوی صاحب تیسیر و امام مجد الدین فیروز آبادی صاحب قاموس و جوہری صاحب صحاح و صغانی وغیرہم نے کہا، نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی جدّات میں نو بیبیوں کا نام عاتکہ تھا۔ ابن بری نے کہا وہ بارہ بیبیاں عاتکہ نام کی تھیں، تین سلمیات یعنی قبیلہ بنی سلیم سے اور دو قرشیات، دو عدوانیات اور ایک ایک کنانیہ، اسدیہ، ہذلیہ، قضاعیہ، ازدیہ، ذکرہ فی تاج العروس۔ ابو عبد اللہ عدوسی نے کہا وہ بیبیاں چودہ تھیں، تین قرشیات، چار سلمیات، دو عدوانیات اور ایک ایک ہذلیہ، قحطانیہ، قضاعیہ، ثقفیہ، اسدیہ بنی اسد خزیمہ سے رواہ الامام الجلال السیوطی فی الجامع الکبیر اور ظاہر ہے کہ قلیل نافی کثیر نہیں۔

حدیثِ آئندہ میں آتا ہے کہ حضورِ اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے مقامِ مدح و بیانِ فضائلِ کریمہ میں اکیس پشت تک اپنا نسب نامہ ارشاد کر کے فرمایا میں سب سے نسب میں افضل، باپ میں افضل صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تو بحکم نصوصِ مذکورہ ضرور ہے کہ حضورؐ کے آباء و امہات مسلمین و مسلمات ہوں، وللہ الحمد۔

سابعًا: قال اللہ سبحٰنہ وتعالٰی:

إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ [۲] اے نوح! یہ کنعان تیرے اہل سے نہیں یہ تو ناراستی کے کام والا ہے۔

آیۂ کریمہ نے مسلم و کافر کا نسب قطع فرمادیا و لہٰذا ایک کا ترکہ دوسرے کو نہیں پہنچتا اور حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

---

[۱] الجامع مع فیض القدیر (بیروت) ۳/۳۸ [۲] القرآن: ۱۱/۴۶
(ب) ابن عساکر: تاریخ ابن عساکر (بیروت) ۱۲۰ ص ۲۸۹

| | |
|---|---|
| نَحْنُ بَنُو النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ لَا نَنْتَفِیْ مِنْ اَبِیْنَا [1] | ہم نضر بن کنانہ کے بیٹے ہیں، ہم اپنے باپ سے اپنا نسب جدا نہیں کرتے۔ |

رواہ ابو داؤد الطیالسی وابن سعد والامام احمد وابن ماجۃ والحارث والماوردی وسمویہ وابن قانع والطبرانی فی الکبیر وابو نعیم والضیاء المقدسی فی صحیح المختارۃ عن الاشعث بن قیس الکندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

کفار سے نسب بحکم احکم الحاکمین منقطع ہے، پھر معاذ اللہ جدا نہ کرنے کا کیا محل ہوتا۔

ثامنا و تاسعا: اقول قال العلی الاعلیٰ تبارک و تعالیٰ:

| | |
|---|---|
| اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا اُولٰٓئِکَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ [2] | بے شک سب کافر کتابی اور مشرک جہنم کی آگ میں ہیں، ہمیشہ اس میں رہیں گے، وہ سارے جہان سے بدتر ہیں، بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ سارے جہان سے بہتر ہیں۔ |

اور حدیث میں ہے، رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| غَفَرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِزَیْدِ بْنِ عَمْرٍو وَرَحِمَهٗ فَاِنَّهٗ مَاتَ عَلٰی دِیْنِ اِبْرَاهِیْمَ [3] | اللہ عزوجل نے زید بن عمرو کو بخش دیا اور اُن پر رحم فرمایا کہ وہ دینِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تھے۔ |

---

[1] امام احمد بن حنبل: مسند امام احمد عن اشعث بن قیس (بیروت)، ۲۱۱/۵
(ب) ابوبکر احمد بن حسین بیہقی، امام: دلائل النبوۃ ۱۷۳/۱

[2] القرآن: ۶/۹۸

[3] جلال الدین السیوطی: الجامع الصغیر مع فیض القدیر (بیروت)، ۴۰۶/۴

رواہ البزار و الطبرانی عن سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اور ایک اور حدیث میں ہے، رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ان کی نسبت فرمایا:

رَأَيْتُهُ فِي الْجَنَّةِ يَسْحَبُ ذُيُولًا [له] — میں نے اسے جنت میں ناز کے ساتھ دامن کشاں دیکھا۔

رواہ ابن سعد والفاکھی عن عامر بن ربیعۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور بیہقی وابن عساکر کی حدیث میں بطریق مالک عن الزہری عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں وھٰذہ روایۃ البیھقی:

أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مُنَافِ بْنِ قُصَيِّ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ بْنِ فِهْرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ مُدْرِكَةَ بْنِ إِلْيَاسَ بْنِ مُضَرَ بْنِ نِزَارِ بْنِ مَعَدِّ بْنِ عَدْنَانَ مَا افْتَرَقَ النَّاسُ فِرْقَتَيْنِ إِلَّا جَعَلَنِيَ اللهُ فِي خَيْرِهِمَا فَأُخْرِجْتُ مِنْ بَيْنِ أَبَوَيْنِ فَلَمْ يُصِبْنِي شَيْءٌ مِنْ عَهْدِ الْجَاهِلِيَّةِ وَخَرَجْتُ مِنْ

میں ہوں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم، یونہی اکیس پشت تک نسب نامہ مبارک بیان کر کے فرمایا کبھی لوگ دو گروہ نہ ہوئے مگر مجھے اللہ تعالےٰ نے بہتر گروہ میں کیا تو میں اپنے ماں باپ سے ایسا پیدا ہوا کہ زمانہ جاہلیت کی کوئی بات مجھ تک نہ پہنچی اور میں خالص نکاح صحیح سے پیدا ہوا آدم سے لے کر اپنے والدین تک تو میرا نفس کریم تم سب سے افضل اور میرے باپ تم سب کے آباء سے بہتر۔

---

له

نِكَاحٍ وَّلَمْ اَخْرُجْ مِنْ سِفَاحٍ مِنْ لَدُنْ

اٰدَمَ حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلٰى اَبِيْ وَاُمِّيْ

فَاَنَا خَيْرُكُمْ نَفْسًا وَّخَيْرُكُمْ اَبًا وَّ فِيْ

لَفْظٍ فَاَنَا خَيْرُكُمْ نَسَبًا وَّخَيْرُكُمْ

اَبًا [1]

اِس حدیث میں اوّل تو نفیٔ عام فرمائی کہ عہدِ جاہلیت کی کسی بات نے نسبِ اقدس میں کبھی کوئی راہ نہ پائی، یہ خود دلیل کافی ہے اور امرِ جاہلیت کو خصوص زنا پر حمل کرنا ایک تو تخصیص بلا مُخصّص، دوسرے لغو کہ نفیٔ زنا صراحۃً اِس کے متصل مذکور۔

ثانیاً ارشاد ہوتا ہے کہ میرے باپ تم سب کے آبار سے بہتر۔ ان سب میں حضرت سعید بن زید بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی قطعاً داخل تو لازم کہ حضرت والدِ ماجد حضرت زید سے افضل ہوں اور یہ بحکمِ آیت بے اسلام ناممکن۔

عاشراً: اقول۔ قال اللہ عزوجل:

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ [2] خدا خوب جانتا ہے جہاں رکھے اپنی پیغمبری۔

آیۂ کریمہ شاہد کہ رب العزۃ عزّوعلا سب سے زیادہ معزز و محترم موضع وضعِ رسالت کے لئے انتخاب فرماتا ہے لہٰذا کبھی کم قوموں رذیلوں میں رسالت نہ رکھی، پھر کفر و شرک سے زیادہ رذیل کیا شے ہوگی؟ وہ کیونکر اس قابل کہ اللہ عزوجل نورِ رسالت اس میں ودیعت رکھے۔ کفار محلِ غضب و لعنت ہیں اور نورِ رسالت کے وضع کو محلِ رضا و رحمت درکار۔

---

[1] ابوبکر احمد بن حسین البیہقی : دلائل النبوۃ ۱/۱۷۴

[2] القرآن : ۶/۱۲۵

حضرت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ایک بار خوف و خشیت کا غلبہ تھا، گریہ و زاری فرما رہی تھیں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی یا ام المؤمنین! کیا آپ یہ گمان رکھتی ہیں کہ رب العزت جل وعلا نے جہنم کی ایک چنگاری کو مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا جوڑا بنایا؟ ام المؤمنین نے فرمایا:

فَرَّجْتَ عَنِّیْ فَرَّجَ اللّٰہُ عَنْکَ [1] — تم نے میرا غم دور کیا اللہ تعالےٰ تمہارا غم دور کرے۔

خود حدیث میں ہے، حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ اَبٰی لِیْ اَنْ اَتَزَوَّجَ اَوْ اُزَوِّجَ اِلَّا اَھْلَ الْجَنَّۃِ [2] — بے شک اللہ عزوجل نے میرے لئے نہ مانا کہ میں نکاح میں لانے یا نکاح میں دینے کا معاملہ کروں مگر اہل جنت سے۔

رواہ ابن عساکر عن ھند بن ابی ھالۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جب اللہ عزوجل نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پسند نہ فرمایا کہ غیر مسلم عورت آپ کے نکاح میں آئے، خود حبیب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا نور پاک معاذ اللہ محل کفر میں رکھنے یا حبیب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا جسم پاک عیاذاً باللہ خون کفار سے بنانے کو پسند فرمانا کیونکر متوقع ہو؟

یہ بحمد اللہ دس دلیل جلیل ہیں، پہلی چار ارشادِ ائمہ کبار اور چھ اخیر فیض قدیر حصہ فقیر تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ فِی الْاُوْلٰی وَالْاٰخِرَۃِ۔

تنبیہاتِ باہرہ: حدیث اِنَّ اَبِیْ وَ اَبَاکَ میں باپ سے ابوطالب مراد لینا طریق واضح ہے

---

[1] علی متقی، امام: کنز العمال ج ۱۱ حدیث نمبر ۳۱۹۳۹

[2] جلال الدین سیوطی: الجامع الصغیر (بیروت) ۲/۱۹۹

قال تعالیٰ:

قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ [1]

علماء نے اسی پر لِاَبِیۡہِ اٰزَرَ کو حمل فرمایا۔ اہلِ تواریخ و اہلِ کتابین (یہود و نصاریٰ) کا اجماع ہے کہ آزر باپ نہ تھا سیدنا خلیل علیہ السلام الجلیل کا چچا تھا، استغفار سے نہی معاذ اللہ عدمِ توحید پر دال نہیں، صدرِ اسلام میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدیون (قرض دار) کے جنازے پر نماز نہ پڑھتے جس کا حاصل اس کے لئے استغفار ہی ہے۔

اقول: حدیث میں ہے:

جب حضور سید الشافعین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بار بار شفاعت فرمائیں گے اور اہلِ ایمان کو اپنے کرم سے داخلِ جناں فرماتے جائیں گے، اخیر میں صرف وہ لوگ رہ جائیں گے جن کے پاس سوائے توحید کے کوئی حسنہ نہیں، شفیعِ مشفّع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر سجدے میں گریں گے، حکم ہوگا:

يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ [2]

اے حبیب! اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو کہ تمہاری عرض سنی جائے گی اور مانگو کہ تمہیں عطا ہوگا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہوگی۔

سید الشافعین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرض کریں گے:

يَا رَبِّ ائْذَنْ لِيْ فِيْمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

اے میرے رب مجھے ان کی بھی پروانگی دیدے جنہوں نے صرف لا الٰہ الا اللہ کہا ہے۔

---

[1] القرآن: ۲/۱۳۳

[2] محمد بن اسماعیل بخاری، امام: بخاری شریف رشیدیہ، دہلی ۲/۱۱۱۸

ربُ العزت عزّ جلالہٗ ارشاد فرمائے گا :

لَیْسَ ذَاکَ اِلَیْکَ لٰکِنْ وَعِزَّتِیْ وَ کِبْرِیَائِیْ وَعَظَمَتِیْ وَجِبْرِیَائِیْ لَاُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ قَالَ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ [1]

یہ تمہارے لئے نہیں مگر مجھے اپنی عزت و جلال و کبریائی کی قسم میں ضرور ان سب کو نار سے نکال لوں گا جنہوں نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہا ہے۔

لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ والحمد للہ وصلی اللہ تعالیٰ علی الشفیع الرّفیع وآلہ وبارک وسلم۔ رواہ الشیخان عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ۔

حضرات ابوین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا انتقال عہدِ اسلام سے پہلے تھا تو اس وقت تک وہ صرف اہلِ توحید و اہلِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ تھے تو نہی از قبیلِ لیس ذٰلک لک ہے، بعدہ رب العزت جل جلالہٗ نے اپنے نبیِّ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں ان پر اتمامِ نعمت کے لئے اصحابِ کہف رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرح انہیں زندہ کیا کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لاکر شرفِ صحابیت پاکر آرام فرمایا لہٰذا حکمتِ الٰہیہ کہ یہ زندہ کرنا حجۃ الوداع میں واقع ہوا جبکہ قرآنِ کریم پورا اُتر لیا اور اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ نے نزول فرماکر دینِ الٰہی کو تام و کامل کردیا تاکہ ان کا ایمان پورے دین کامل شرائع پر واقع ہو۔

حدیثِ احیاء کی غایت ضعف ہے کما حققہ خاتم الحفاظ الجلال السیوطی ولا عطر بعد العروس اور حدیثِ ضعیف دربارۂ فضائل مقبول کما حققناہ بما لا مزید علیہ فی رسالتنا الهاد الکاف فی حکم الضعاف۔ بلکہ امام ابنِ حجر مکی نے فرمایا، متعدد حفاظ نے اس کی تصحیح کی۔ افضل القریٰ لقراء ام القریٰ میں فرماتے ہیں :

---

[1] امام مسلم بن حجاج (رجب ۲۶۱ھ) : صحیح مسلم، باب اثبات الشفاعۃ (قدیمی کتب خانہ کراچی) ۱/۱۱۰

اِنَّ اٰبَاءَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ غَیْرَ الْاَنْبِیَاءِ وَاُمَّھَاتِہٖ اِلٰی
اٰدَمَ وَحَوَّاءَ لَیْسَ فِیْھِمْ کَافِرٌ لِاَنَّ الْکَافِرَ لَا یُقَالُ
فِیْ حَقِّہٖ اَنَّہٗ مُخْتَارٌ وَّلَا کَرِیْمٌ
وَّلَا طَاھِرٌ بَلْ نَجِسٌ وَقَدْ صَرَّحَتِ
الْاَحَادِیْثُ بِاَنَّھُمْ مُخْتَارُوْنَ وَاَنَّ
الْاٰبَاءَ کِرَامٌ وَّالْاُمَّھَاتِ طَاھِرَاتٌ
وَاَیْضًا قَالَ تَعَالٰی وَتَقَلُّبَکَ
فِی السّٰجِدِیْنَ عَلٰی اَحَدِ التَّفَاسِیْرِ
فِیْہِ اَنَّ الْمُرَادَ تَنَقُّلُ نُوْرِہٖ مِنْ
سَاجِدٍ اِلٰی سَاجِدٍ وَّحِیْنَئِذٍ فَھٰذَا
صَرِیْحٌ فِیْ اَنَّ اَبَوَیِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰمِنَۃَ وَعَبْدَ اللّٰہِ
مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ لِاَنَّھُمَا اَقْرَبُ
الْمُخْتَارِیْنَ لَہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ وَھٰذَا ھُوَ الْحَقُّ بَلْ فِیْ
حَدِیْثٍ صَحَّحَہٗ غَیْرُ وَاحِدٍ
مِّنَ الْحُفَّاظِ وَلَمْ یَلْتَفِتُوْا لِمَنْ
طَعَنَ فِیْہِ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَحْیَاھُمَا
فَاٰمَنَا بِہٖ الخ مختصرا وفیہ طول۔

یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم
کے سلسلۂ نسب کریم میں جتنے انبیاء
کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں وہ تو
انبیاء ہی ہیں، ان کے سوا حضور کے
جس قدر آباء و امہات آدم و حوا علیہما
الصلوٰۃ والسلام تک ہیں ان میں کوئی
کافر نہ تھا کہ کافر کو پسندیدہ یا کریم
یا پاک نہیں کہا جا سکتا اور حضور
اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء و
امہات کی نسبت حدیثوں میں تصریح
فرمائی کہ وہ سب پسندیدہ بارگاہ الٰہی
ہیں، آباء سب کرام، مائیں سب پاکیزہ
ہیں اور آیہ کریمہ وتقلبک فی السّٰجدین
کی بھی ایک تفسیر یہی ہے کہ نبی صلی اللہ
تعالٰی علیہ وسلم کا نور ایک ساجد سے دوسرے
ساجد کی طرف منتقل ہوتا آیا تو اب اس سے
صاف ثابت ہے کہ حضور کے والدین
حضرت آمنہ و حضرت عبد اللہ رضی اللہ
تعالٰی عنہما اہل جنت ہیں کہ وہ تو ان
بندوں میں جنہیں اللہ عزوجل نے حضور
اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چنا تھا

سب سے قریب تر ہیں یہی قول حق ہے بلکہ
ایک حدیث میں جسے متعدد حافظانِ
حدیث نے صحیح کہا اور اس میں طعن
کرنے والے کی بات کو قابلِ التفات
نہ جانا، تصریح ہے کہ اللہ عزوجل نے
والدین کریمین رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو
حضورِ اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کیلئے
زندہ فرمایا یہاں تک کہ وہ حضور پر ایمان
لائے، ھٰکذا قال واللہ تعالیٰ اعلم۔

اقول : وَبِمَا قَرَأْتَ اَمْرَالْاِحْيَاءِ انْدَفَعَ مَا زَعَمَ الْحَافِظُ ابْنُ دِحْيَةَ
مِنْ مُخَالَفَتِهِ لِاٰيَاتِ عَدَمِ انْتِفَاعِ الْكَافِرِ بَعْدَ مَوْتِهِ كَيْفَ وَاِنَّا لَا نَقُوْلُ اِنَّ الْاِحْيَاءَ
لِاِحْدَاثِ اِيْمَانٍ بَعْدَ كُفْرٍ بَلْ لِاِعْطَاءِ الْاِيْمَانِ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَتَفَاصِيْلِ دِيْنِهِ الْاَكْرَمِ بَعْدَ الْمُضِيِّ عَلٰى مَحْضِ التَّوْحِيْدِ وَحِيْنَئِذٍ لَا حَاجَةَ بِنَا اِلٰى
ادِّعَاءِ التَّخْصِيْصِ فِي الْاٰيٰتِ كَمَا فَعَلَ الْعُلَمَاءُ الْمُجِيْبُوْنَ۔

اپنا مسلک اِس باب میں یہ ہے ؎

وَمِنْ مَذْهَبِيْ حُبُّ الدِّيَارِ لِاَهْلِهَا[1] — وَلِلنَّاسِ فِيْمَا يَعْشِقُوْنَ مَذَاهِبُ

جسے یہ پسند ہو فبہا ونعمت ورنہ آخر اس سے تو کم نہ ہو کہ زبان روکے، دِل کو صاف رکھے اِنَّ ذٰلِكُمْ
كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ سے ڈرے۔ امام ابنِ حجر مکی شرح میں فرماتے ہیں :

مَا اَحْسَنَ قَوْلَ الْمُتَوَقِّفِيْنَ فِيْ — یعنی کیا خوب فرمایا ان بعض علماء نے

---

[1] میرا مذہب تو شہر والوں کی وجہ سے شہر سے محبت کرنا ہے اور لوگوں کے لئے ان کی پسندیدہ چیزوں میں مختلف طریقے ہیں۔

هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ الْحَذَرَ الْحَذَرَ مِنْ ذِكْرِهِمَا بِنَقْصٍ فَاِنَّ ذٰلِكَ قَدْ يُؤْذِيْهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَبَرِ الطَّبْرَانِىِّ لَا تُؤْذُوا الْاَحْيَاءَ بِسَبَبِ الْاَمْوَاتِ [1]

جنہیں اس مسئلے میں توقف تھا کہ دیکھ بچ! والدین کریمین کو کسی نقص کے ساتھ ذکر کرنے سے کہ اس سے حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا ہونے کا اندیشہ ہے کہ طبرانی کی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، مردوں کو بُرا کہہ کر زندوں کو ایذا نہ دو۔

یعنی حضور تو زندۂ ابدی ہیں ہمارے تمام افعال و اقوال پر مطلع ہیں اور اللہ عزوجل نے فرمایا ہے:

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ [2]

جو لوگ رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

عاقل کو چاہئے ایسی جگہ سخت احتیاط سے کام لے ع

ہشدار کہ رہ بر مردم تیغ است قدم را

یہ مانا کہ مسئلہ قطعی نہیں، اجماعی نہیں، پھر اُدھر کون سا قاطع کونسا اجماع ہے آدمی اگر جانبِ ادب میں خطا کرے تو لاکھ جگہ بہتر ہے اس سے کہ معاذ اللہ اس کی خطا جانبِ گستاخی جائے جس طرح حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فَاِنَّ الْاِمَامَ لَاَنْ يُّخْطِئَ فِى الْعَفْوِ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ يُّخْطِئَ فِى الْعُقُوْبَةِ [3]

جہاں تک بن پڑے حدود کو ٹالو کہ بیشک امام کا معافی میں خطا کرنا عقوبت میں

---

[1] امام ابن شہاب الدین ابن حجر عسقلانی : شرح ابن حجر مکی ،
[2] القرآن : ۹/۶۱
[3] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسےٰ الترمذی، رجب ۲۷۹ھ : جامع ترمذی : باب ما جاء فی درء الحدود (مجتبائی) ۱/۱۷۱

خطا کرنے سے بہتر ہے۔

رواہ ابن ابی شیبۃ والترمذی والحاکم وصححہ والبیہقی عن ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں کسی مسلمان کی طرف گناہِ کبیرہ کی نسبت جائز نہیں جب تک تواتر سے ثابت نہ ہو[1] مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی طرف معاذ اللہ اور چنین وچناں سے ہوناکیونکر بے تواتر وقطع نسبت کر دیا جائے، یقینِ برہانی کا انتفاء حکمِ وجدانی کا نافی نہیں ہوتا، کیا تمہارا وجدانِ ایمان گوارا کرتا ہے کہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے سرکارِ نور بار کے ادنیٰ ادنیٰ غلاموں کے سگانِ بارگاہ جنات النعیم میں سُرُرٌ مَّرْفُوْعَۃٌ پر تکیے لگائے چین کریں اور جن کی نعلینِ پاک کے تصدق میں جنت بنی، ان کے ماں باپ دوسری جگہ معاذ اللہ غضب وعذاب کی مصیبتیں بھریں، ہاں یہ سچ ہے کہ ہم غنی حمید عز جلالہ پر حکم نہیں کر سکتے پھر دوسرے حکم کی کس نے گنجائش دی؟ اُدھر کونسی دلیل قاطع پائی؟ حاش للہ! ایک حدیث بھی صحیح وصریح نہیں، جو صریح ہے ہرگز صحیح نہیں اور جو صحیح ہے ہرگز صریح نہیں جس کی طرف ہم نے اجمالی اشارات کر دئے تو اقل درجہ وہی سکوت وحفظِ ادب رہا، آئندہ اختیارات بدستِ مختار۔

نکتۂ الٰہیہ: اول: ظاہر عنوانِ باطن ہے اور اسم آئینہ مسمّی اَلْاَسْمَاءُ تَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ۔

سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِذَا بَعَثْتُمْ اِلَیَّ رَجُلًا فَابْعَثُوْہُ حَسَنَ الْوَجْہِ حَسَنَ الْاِسْمِ[2] — جب میری بارگاہ میں کوئی قاصد بھیجو تو اچھی صورت اچھے نام کا بھیجو۔

رواہ البزار فی مسندہ والطبرانی فی الاوسط عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

[1] امام حجۃ الاسلام محمد الغزالی: احیاء العلوم (مطبعۃ المشہد الحسینی القاہرہ)، ۱۲۵/۳

[2] جلال الدین سیوطی، الجامع الصغیر (بیروت)، ۳۱۱/۱

بسند حسن علی الاصح اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

اِعْتَبِرُوا الْاَرْضَ بِاَسْمَآئِهَا [1] زمین کو اس کے نام پر قیاس کرو۔

رواہ ابن عدی عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وھو حسن لشواھدہٖ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں :

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَفَاءَلُ وَلَا يَتَطَيَّرُ وَكَانَ يُعْجِبُهُ الْاِسْمُ الْحَسَنُ [2] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نیک فال لیتے، بدشگونی نہ مانتے اور اچھے نام کو دوست رکھتے۔

رواہ الامام احمد والطبرانی والبغوی فی شرح السنۃ۔

ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں :-

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُغَيِّرُ الْاِسْمَ الْقَبِيْحَ [3] مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بُرے نام کو بدل دیتے

رواہ الترمذی و فی اخریٰ عنہا :

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعَ بِالْاِسْمِ الْقَبِيْحِ حَوَّلَهٗ اِلٰى مَا هُوَ اَحْسَنُ مِنْهُ [4] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی کا برا نام سنتے تو اس سے بہتر بدل دیتے۔

رواہ الطبرانی بسند صحیح وھو عند ابن سعد عن عروۃ مرسلاً۔

---

[1] جلال الدین سیوطی : الجامع الصغیر (بیروت) ۱/ ۵۵۲

[2] امام احمد بن حنبل : مسند امام احمد عن ابن عباس (بیروت) ۱/ ۲۵۷

[3] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی (رجب ۲۷۹ھ) جامع الترمذی ما جاء فی تغییر الاسماء (مجتبائی) ۲/ ۱۰۷

[4] جلال الدین سیوطی : الجامع صغیر (بیروت) ۵/ ۱۴۴

بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَتَطَيَّرُ مِنْ شَيْءٍ وَكَانَ إِذَا بَعَثَ عَامِلًا سَأَلَ عَنِ اسْمِهٖ فَإِذَا أَعْجَبَهُ اسْمُهٗ فَرِحَ بِهٖ وَرُؤِيَ بِشْرُ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهٖ وَإِنْ كَرِهَ اسْمَهٗ رُؤِيَ كَرَاهِيَةُ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهٖ وَإِذَا دَخَلَ قَرْيَةً سَأَلَ عَنِ اسْمِهَا فَإِذَا أَعْجَبَهُ اسْمُهَا فَرِحَ بِهَا وَرُؤِيَ بِشْرُ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهٖ وَإِنْ كَرِهَ اسْمَهَا رُؤِيَ كَرَاهِيَةُ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهٖ[1]

مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی چیز سے بدشگونی نہ لیتے جب کسی عہدے پر کسی کو مقرر فرماتے اُس کا نام پوچھتے اگر پسند آتا خوش ہوتے اور اُس کی خوشی چہرہ انور میں نظر آتی اور اگر ناپسند آتا، ناگواری کا اثر چہرہ اقدس پر ظاہر ہوتا اور جب کسی شہر میں تشریف لے جاتے اُس کا نام دریافت فرماتے اگر خوش آتا، مسرور ہو جاتے اور اس کا سرور روئے پرنور میں دکھائی دیتا اور اگر ناخوش آتا، ناخوشی کا اثر روئے اطہر میں نظر آتا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (رواہ ابوداؤد)

اب ذرا چشم حق بیں سے حبیب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ساتھ مراعاتِ الٰہیہ کے الطافِ خفیہ دیکھئے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدِ ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام پاک عبد اللہ کہ افضل اسمائے امت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

أَحَبُّ أَسْمَائِكُمْ إِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ[2]

تمہارے ناموں میں سب سے زیادہ پیارے نام اللہ تعالےٰ کو عبد اللہ و عبد الرحمٰن ہیں۔

---

[1] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث (متوفی ۲۷۵ھ): سنن ابوداؤد کتاب الکہانۃ والتطیر (مجتبائی) ۲/۱۹۱

[2] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی: جامع ترمذی: ماجاء مایستحب من الاسماء (مجتبائی) ۲/۱۰۶

رواہ مسلم و ابو داؤد والترمذی وابن ماجۃ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اسمِ مبارک آمنہ کہ امن وامان سے مشتق اور ایمان سے ہم اشتقاق ہے، جدِّ امجد حضرت عبد المطلب شیبۃ الحمد کہ اس پاک ستودہ مصدر سے اطیب واطہر مشتق محمد واحمد وحامد ومحمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کا اشارہ تھا، جدّہ ماجدہ فاطمہ بنت عمرو بن عائذ، اس پاک نام کی خوبی اظہر من الشمس ہے، حدیث میں حضرتِ بتولِ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وجہِ تسمیہ یوں آئی ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّمَا سُمِّیَتْ فَاطِمَۃَ لِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی فَطَمَہَا وَمُحِبِّیْہَا مِنَ النَّارِ[1]

اللہ تعالیٰ عزوجل نے اس کا نام فاطمہ اس لئے رکھا کہ اسے اور اس سے عقیدت رکھنے والوں کو نارِ دوزخ سے آزاد فرمایا۔

رواہ الخطیب عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

حضور کے جدِّ مادری یعنی نانا وہب جس کے معنی عطا و بخشش، ان کا قبیلہ بنی زہرا جس کا حاصل چمک و تابش۔ جدّہ مادری یعنی نانی صاحبہ برّہ یعنی نیکوکار کما ذکر ابن ھشام فی سیرتہ۔

بھلا یہ تو خاص اصول ہیں، دودھ پلانے والیوں کو دیکھئے، پہلی مُرضِعہ ثُوَیبہ کہ ثواب سے ہم اشتقاق اور اس فضلِ الٰہی سے پوری طرح بہرہ ور، حضرتِ حلیمہ بنت عبد اللہ بن حارث۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اشج عبد القیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

اِنَّ فِیْکَ خَصْلَتَیْنِ — تجھ میں دو خصلتیں ہیں خدا اور رسول کو

---

[1] علی بن محمد سلطان القاری الحنفی المکی : شرح فقہ اکبر لملا علی قاری (مطبع قیومی کانپور) ص: ۱۳۳

مُحِبُّهُمَا اللّٰهُ الْحِلْمُ وَالْاَنَاۃُ [۱] پیاری وَرنگ اور بُردباری۔

ان کا قبیلہ بنی سعد کہ سعادت و نیک طالعی ہے، شرفِ اسلام و صحابیت سے مشرف ہوئیں کما بینہ الامام مغلطائی فی جزء حافل سماہ التحفۃ الجسیمۃ فی اثبات اسلام حلیمۃ۔

جب روزِ حنین حاضرِ بارگاہ ہوئیں، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کیلئے قیام فرمایا اور اپنی چادرِ انور بچھا کر بٹھایا [۲] کما فی الاستیعاب عن عطاء بن یسار۔

ان کے شوہر جن کا شیر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نوش فرمایا۔ حارثِ سعدی، یہ بھی شرفِ اسلام وصحبت سے مشرف ہوئے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قدم بوسی کو حاضر ہوئے تھے، راہ میں قریش نے کہا اے حارث تم اپنے بیٹے کی سنو وہ کہتے ہیں مُردے جئیں گے اور اللہ نے دو گھر جنت و نار بنا رکھے ہیں۔ انہوں نے حاضر ہو کر عرض کی کہ اے میرے بیٹے! حضور کی قوم حضور کی شاکی ہے۔ فرمایا ہاں میں ایسا فرماتا ہوں اور اے میرے باپ جب وہ دن آئے گا تو میں تمہارا ہاتھ پکڑ کر بتا دوں گا کہ دیکھو یہ وہ دن ہے یا نہیں جس کی میں خبر دیتا تھا یعنی روزِ قیامت۔ حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد اسلام اس ارشاد کو یاد کر کے کہا کرتے، اگر میرے بیٹے میرا ہاتھ پکڑیں گے تو ان شاء اللہ نہ چھوڑیں گے جب تک مجھے جنت میں داخل نہ فرما لیں [۳] رواہ یونس بن بکیر۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اَصْدَقُهَا حَارِثٌ وَهَمَّامٌ [۴] سب ناموں میں زیادہ سچے نام حارث و

---

[۱] مسلم بن حجاج قشیری، امام: صحیح مسلم ارشیدیہ دہلی، ج۱ ص ۳۵

[۲] ابن عبد البر: القرطبی (متوفی ۴۶۳ھ): الاستیعاب علی حاشیۃ الاصابہ، ذکر حلیمہ سعدیہ (بیروت) ۴/۲۷۰

[۳]

[۴] محمد بن اسماعیل البخاری (۹ شوال ۲۵۶ھ)، الادب المفرد باب ۳۵۶، حدیث ۸۱۴ (مکتبہ اثریہ شیخوپورہ) ص: ۲۱۱

ہمام۔

رواہ البخاری فی الادب المفرد وابو داؤد والنسائی عن ابی الھیثمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور کے رضاعی بھائی جو پستان شریک تھے، جن کے لئے حضور سید العادلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پستانِ چپ چھوڑ دیتے تھے عبداللہ سعدی، یہ بھی مشرف بہ اسلام وصحبت ہوئے کما عند ابن سعد فی مرسل صحیح الاسناد۔

حضور کی رضاعی بڑی بہن کہ حضور کو گود میں کھلاتیں، سینے پر لٹا کر دعائیہ اشعار عرض کرتیں سُلاتیں اس لئے وہ بھی حضور کی ماں کہلاتیں سیما سعدیہ۔ یعنی نشان والی، علامت والی جو دور سے چمکے۔ یہ بھی مشرف بہ اسلام ہوئیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

حضرت حلیمہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گود میں لئے راہ میں جاتی تھیں، تین نوجوان کنواری لڑکیوں نے وہ خدا بھاتی صورت دیکھی، جوشِ محبت سے اپنی پستانیں دہنِ اقدس میں رکھیں، تینوں کے دودھ اتر آیا، تینوں پاکیزہ بیبیوں کا نام عاتکہ تھا۔ عاتکہ کے معنے زنِ شریفہ، رئیسہ، کریمہ، سراپا عطر آلود، تینوں قبیلہ بنی سلیم سے تھیں کہ سلامت سے مشتق اور اسلام سے ہم اشتقاق ہے۔ ذکرہ ابن عبد البر فی الاستیعاب۔

بعض علماء نے حدیث انا ابن العواتك من سلیم کو اسی معنیٰ پر محمول کیا نقلہ السھیلی۔

اقول : الحق کسی نبی نے کوئی آیت وکرامت ایسی نہ پائی کہ ہمارے نبیِّ اکرم نبی الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم کو اس کی مثل اور اس سے امثل عطا ہوئی۔ یہ اس مرتبے کی تکمیل تھی کہ مسیح کلمۃ اللہ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ کو بے باپ کے کنواری بتول کے پیٹ سے پیدا کیا۔ حبیب اشرف بریۃ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے تین عفیفہ لڑکیوں کے

پستان میں دودھ پیدا فرمادیا ؏

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

وصلی اللہ تعالیٰ علیک وعلیھم وبارک وسلم۔

امام ابوبکر ابن العربی فرماتے ہیں :

لَمْ تُرْضِعْہُ مُرْضِعَۃٌ اِلَّا اَسْلَمَتْ [1] — سیّدِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو جتنی بیبیوں نے دودھ پلایا سب اسلام لائیں

ذکرہ فی کتاب سراج المریدین۔

بھلا یہ تو دودھ پلانا تھا کہ اس میں جزئیت ہے۔ مرضعۂ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا نام پاک برکت اور اُمِّ ایمن کنیت کہ یہ بھی یُمن وبرکت و راستی و قوت، یہ اجلّۂ صحابیات سے ہوئیں رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں فرماتے :

اَنْتِ اُمِّیْ بَعْدَ اُمِّیْ [2] — تم میری ماں کے بعد میری ماں ہو۔

راہِ ہجرت میں انہیں پیاس لگی، آسمان سے نورانی رسّی میں ایک ڈول اترا، پی کر سیراب ہوئیں پھر کبھی پیاس معلوم نہ ہوئی سخت گرمی میں روزے رکھتیں اور پیاس نہ ہوتی [2] رواہ ابن سعد عن عثمان بن ابی القاسم۔

پیدا ہوتے وقت جنہوں نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھوں پر لیا ان کا نام پاک تو دیکھئے شفا [3] رواہ ابونعیم عنہا۔ یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی والدہ ماجدہ وصحابیہ جلیلہ ہیں اور ایک بی بی کہ وقتِ ولادتِ اقدس حاضر تھیں۔ فاطمہ بنتِ

---

[1] علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی (۱۳۵۰ھ / ۱۹۳۲ء) : انوار محمدیہ ، المقصد الاول (استنبول، ترکیہ) ، ۱/۳۵

[2]

[3]

عبداللہ ثقفیہ، یہ بھی صحابیہ ہیں رضی اللہ تعالےٰ عنہا۔

اے چشمِ انصاف! کیا ہر تعلق ہر علاقہ میں ان پاک مبارک ناموں کا اجتماع محض اتفاقی بطورِ جزاف تھا، کلّا واللہ بلکہ عنایتِ ازلی نے جان جان کر یہ نام رکھے، دیکھ دیکھ کر یہ لوگ چنے۔ پھر محلِ غور ہے جو اس نورِ پاک کو بُرے نام والوں سے بچاتے وہ اسے بُرے کام والوں میں رکھے گا اور برا کام بھی کونسا معاذ اللہ شرک و کفر حاشا ثم حاشا۔ اللہ اللہ! دائیاں مسلمان، کھلائیاں مسلمان مگر خاص جن مبارک پیٹوں میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پاؤں پھیلائے جن طیب مطیب خونوں سے اس نورانی جسم میں ٹکڑے آئے وہ معاذ اللہ چنین وچناں حاش للہ کیونکر گوارا ہو ع

خدا دیکھا نہیں قدرت سے جانا

ع ما بندۂ عشقیم و دگر ہیچ ندانیم

**فائدۂ ظاہرہ** دربارۂ ابوینِ کریمین رضی اللہ تعالےٰ عنہما یہی طریقۂ انیقہ اعنی نجات نجات نجات کہ ہم نے بتوفیقہٖ تعالیٰ اختیار کیا، تنوع مسالک پر مختارِ اجلہ ائمہ کبار و اعاظم علمائے نامدار ہے، ازاں جملہ :

۱۔ امام ابوحفص عمر بن احمد بن شاہین جن کی علوم دینیہ میں تین سو تیس تصانیف ہیں، ازانجملہ تفسیر ایک ہزار جزء میں اور مسند حدیث ایک ہزار تین جزء میں۔

۲۔ شیخ المحدثین احمد خطیب علی البغدادی۔

۳۔ حافظ الشان محدثِ ماہر امام ابوالقاسم علی بن حسن ابن عساکر۔

۴۔ امامِ اجل ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ سہیلی صاحب الروض۔

۵۔ حافظ الحدیث امام محب الدین طبری کہ علماء فرماتے ہیں بعد امامِ نووی کے ان کا مثل علمِ حدیث میں کوئی نہ ہوا۔

۶۔ امام علامہ ناصر الدین ابن المنیر صاحبِ شرف المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

۷۔ امام حافظ الحدیث ابو الفتح محمد ابن محمد ابن سید الناس صاحب عیون الاثر۔

۸۔ علامہ صلاح الدین صفدی۔

۹۔ حافظ الشان شمس الدین محمد ابن ناصر الدین دمشقی۔

۱۰۔ شیخ الاسلام حافظ الشان امام شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی۔

۱۱۔ امام حافظ الحدیث ابو بکر محمد بن عبد اللہ اشبیلی ابن العربی مالکی۔

۱۲۔ امام ابو الحسن علی بن محمد ماوردی بصری صاحب الحاوی الکبیر۔

۱۳۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن خلف شارح صحیح مسلم۔

۱۴۔ امام عبد اللہ محمد بن احمد بن ابو بکر قرطبی صاحب تذکرہ۔

۱۵۔ امام المتکلمین فخر المدققین فخر الدین محمد بن عمر الرازی۔

۱۶۔ امام علامہ شرف الدین مناوی۔

۱۷۔ خاتم الحفاظ مجدد القرآن امام العاشر امام جلال الملۃ والدین عبد الرحمٰن ابن ابی بکر

۱۸۔ امام حافظ شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی مکی صاحب افضل القریٰ وغیرہ۔

۱۹۔ شیخ نور الدین علی بن الجزار مصری صاحب رسالہ تحقیق آمال الراجین فی ان والدی المصطفیٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم بفضل اللہ تعالیٰ فی الدارین من الناجین۔

۲۰۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد ابن ابی شریف حسنی تلمسانی شارح شفا شریف۔

۲۱۔ علامہ محقق سنوسی۔

۲۲۔ امام اجل عارف باللہ سیدی عبد الوہاب شعرانی صاحب الیواقیت والجواہر۔

۲۳۔ علامہ احمد بن محمد بن علی بن یوسف فاسی صاحب مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات۔

۲۴۔ خاتمۃ المحققین علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی شارح المواہب۔

۲۵۔ امام اجل فقیہ اکمل محمد بن محمد کردری بزازی صاحب المناقب۔

۲۶۔ زین الفقہ علامہ محقق زین الدین ابن نجیم مصری صاحب الاشباہ والنظائر۔

۲۷۔ سید شریف علامہ حموی صاحب غمز العیون والبصائر۔

۲۸۔ علامہ حسین بن محمد بن حسن دیار بکری صاحب الخمیس فی انفس نفیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

۲۹۔ علامہ محقق شہاب الدین احمد خفاجی مصری صاحب نسیم الریاض۔

۳۰۔ علامہ طاہر فتنی صاحب مجمع بحار الانوار۔

۳۱۔ شیخ شیوخ علماء الہند مولانا عبد الحق محدث دہلوی۔

۳۲۔ علامہ..... صاحب کنز الفوائد۔

۳۳۔ مولانا بحر العلوم ملک العلماء عبد العلی صاحب فواتح الرحموت۔

۳۴۔ علامہ سید احمد مصری طحطاوی محشی در مختار۔

۳۵۔ علامہ سید ابن عابدین امین الدین محمد آفندی شامی صاحب رد المحتار وغیرھم من العلماء الکبار والمحققین الاخیار علیہم رحمۃ الملک العزیز الغفار۔

ان سب حضرات کے اقوالِ طیبہ اس وقت فقیر کے پیشِ نظر ہیں مگر فقیر نے یہ سطور نہ مجرد نقلِ اقوال کے لئے لکھیں، نہ مباحثِ طے کردہ علماءِ عظام خصوصاً امام جلیل جلال سیوطی کے ایراد، بلکہ مقصود اس مسئلہ جلیلہ پر چند دلائل جمیلہ کا سنانا اور بہ تصدق کفش برداری علماء جو فیوض تازہ قلبِ فقیر پر فائض ہوئے، انتفاع برادرانِ دینی کے لئے اُن کا ضبطِ تحریر میں لانا کہ شاید مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، کہ تمام جہاں سے اکرم و اَرحم و اَبَرّ و اوفیٰ ہیں، محض اپنے کرم سے نظرِ قبول فرمائیں اور نہ کسی صلے میں بلکہ اپنے خالص فضل کے صدقے میں اِس عاجزِ بے چارہ بیکس، بے یار کا ایمان حفظ فرما کر دارین میں عذاب وعقاب سے بچائیں ع

بر کریماں کارہا دشوار نیست

پھر یہ بھی ان اکابر کا ذکر ہے جن کی تصریحاتِ خاص اس مسئلہ جزئیہ میں موجود، ورنہ بنظرِ کلیت نگاہ کیجئے تو امام حجۃ الاسلام محمد محمد غزالی و امامِ اجل امام الحرمین و امام ابن السمعانی و امام کیا ہراسی و امامِ اجل قاضی ابوبکر باقلانی حتیٰ کہ خود امام مجتہد سیدنا امامِ شافعی کی نصوصِ قاہرہ

موجود ہیں جن سے تمام آباء و امہاتِ اقدس کا ناجی ہونا کالشمس والامس روشن و ثابت ہے بلکہ بالاجماع تمام ائمۂ اشاعرہ اور ائمہ ماتریدیہ سے مشائخ بخارا تک سب کا یہی مقتضائے مذہب ہے، کما لا یخفی علی من لہ اجالۃ نظر فی علمی الاصولین۔

امام سیوطی سُبل النجاۃ میں فرماتے ہیں:

مال الی ان اللہ تعالٰی احیاھما حتی اٰمنا بہ طائفۃ من الائمۃ وحفاظ الحدیث [1]

کتاب الخمیس میں کتاب مستطاب الدرج المنیفۃ فی الآباء الشریفۃ سے نقل کرتے ہیں:

| | |
|---|---|
| ذَھَبَ جَمْعٌ کَثِیْرٌ مِّنَ الْاَئِمَّۃِ الْاَعْلَامِ | (خلاصہ یہ کہ) یہ جمع کثیر اکابر ائمہ واجلہ |
| اِلٰی اَنَّ اَبَوَیِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی | حفاظِ حدیث، جامعانِ انواع علوم و |
| عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَاجِیَانِ مَحْکُوْمٌ لَھُمَا | ناقدانِ روایات و مفہوم کا مذہب |
| بِالنَّجَاۃِ فِی الْاٰخِرَۃِ وَھُمْ اَعْلَمُ | یہی ہے کہ ابوین کریمین ناجی ہیں۔ |
| النَّاسِ بِاَقْوَالِ مَنْ خَالَفَھُمْ وَقَالَ | ان اعاظم ائمہ کی نسبت یہ گمان بھی |
| بِغَیْرِ ذٰلِکَ وَلَا یَقْصُرُوْنَ عَنْھُمْ | نہیں ہوسکتا کہ ان احادیث سے |
| فِی الدَّرَجَۃِ وَمِنْ اَحْفَظِ النَّاسِ لِلْاَحَادِیْثِ | غافل تھے جن سے اس مسئلے میں خلاف پر |
| وَالْاٰثَارِ مِنْ اَنْقَدِ النَّاسِ بِالْاَدِلَّۃِ | استدلال کیا جاتا ہے۔ معاذ اللہ ایسا |
| الَّتِی اسْتَدَلَّ بِھَا اُولٰئِکَ فَاِنَّھُمْ | نہیں بلکہ وہ ضرور اس پر واقف ہوئے |
| جَامِعُوْنَ لِاَنْوَاعِ الْعُلُوْمِ مُتَضَلِّعُوْنَ | اور تہ تک پہنچے اور ان سے وہ پسندیدہ |
| مِنَ الْفُنُوْنِ خُصُوْصًا الْاَرْبَعَۃُ | جواب دیئے جنہیں کوئی انصاف والا |
| الَّتِی یُسْتَمَدُّ مِنْھَا فِی ھٰذِہِ الْمَسْاَلَۃِ | رد نہ کریگا اور نجاتِ والدین شریفین |

---

[1] امام محمد بن عبدالباقی الزرقانی: شرح الزرقانی علی المواہب، باب وفاۃ امہ صلی اللہ علیہ وسلم (مطبعہ عامرہ مصر) ۱/۱۹۷

| | |
|---|---|
| فَلَا يُظَنُّ بِهِمْ اَنَّهُمْ لَمْ يَقِفُوْا عَلَى الْاَحَادِيْثِ الَّتِيْ اسْتَدَلَّ بِهَا اُولٰئِكَ مَعَاذَ اللّٰهِ بَلْ وَقَفُوْا عَلَيْهَا وَخَاضُوْا غَمْرَتَهَا وَاَجَابُوْا عَنْهَا بِالْاَجْوِبَةِ الْمَرْضِيَّةِ الَّتِيْ لَا يَرُدُّهَا مُنْصِفٌ وَاَقَامُوْا لِمَا ذَهَبُوْا اِلَيْهِ اَدِلَّةً قَاطِعَةً كَالْجِبَالِ الرَّوَاسِيْ[1] اھ مختصراً۔ | پر دلائل قاطعہ قائم کیں جیسے مضبوط جمے ہوئے پہاڑ کہ کسی کے ہلائے نہیں ہل سکتے۔ |

بلکہ علّامہ زرقانی شرح مواہب میں ائمہ قائلین نجات کے اقوال و کلمات ذکر کرکے فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| هٰذَا مَا وَقَفْنَا عَلَيْهِ مِنْ نُّصُوْصِ عُلَمَائِنَا وَلَمْ نَرَ لِغَيْرِهِمْ مَا يُخَالِفُهُ اِلَّا مَا يُشَمُّ مِنْ نَفَسِ ابْنِ دِحْيَةَ وَقَدْ تَكَفَّلَ بِرَدِّهِ الْقُرْطُبِيُّ[2] | یہ ہمارے علماء کے وہ نصوص ہیں جن پر ہمیں واقف ہوا اور ان کے غیر سے کہیں اس کا خلاف نظر نہ آیا سوائے ایک بوئے خلاف کے جو ابن دحیہ کے کلام سے پائی گئی اور امام قرطبی نے بروجہ کافی اس کا رد کر دیا۔ |

تاہم بات وہی ہے جو امام سیوطی نے فرمائی:

ثُمَّ اِنِّيْ لَمْ اَدَّعِ اَنَّ الْمَسْاَلَةَ اِجْمَاعِيَّةٌ بَلْ هِيَ مَسْاَلَةُ ذَاتُ خِلَافٍ فَحُكْمُهَا كَحُكْمِ سَائِرِ الْمَسَائِلِ الْمُخْتَلَفِ فِيْهَا غَيْرَ اَنِّيْ اخْتَرْتُ لَهٗ اَقْوَالَ الْقَائِلِيْنَ بِالنَّجَاةِ لِاَنَّهٗ اَنْسَبُ بِهٰذَا الْمَقَامِ[3] اھ

---

[1] عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی: الدرج المنیفہ (حیدرآباد دکن) ص ۳-۲

[2] امام محمد بن عبدالباقی الزرقانی، شرح المواہب، بحث نجاۃ ابویہ صلی اللہ علیہ وسلم (مطبعہ عامرہ مصر) ۱/۲۱۷

[3] عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی: السبل الجلیہ (دکن) ص ۱۷ (سوائے ما بین القوسین)

وقال فی الدرج بعد ما درج فی الدرج "الفریقان ائمۃ اکابر اجلاء" ـ ـ ـ

**اقول** : تحقیق یہ کہ طالب تحقیق مرہونِ دستِ دلیل ہے ابتدائً ظواہر بعض آثار سے جو ظاہر بعض انظار ہوا ظاہر تھا کہ ان سے جواباتِ شافیہ اور اس پر دلائلِ وافیہ قائم و مستقیم چارہ کار قبول و تسلیم بلا قل سکوت و تعظیم اللہ الہادی الیٰ صراطٍ مستقیم ۔

**عائدۂ زاہرہ** امام ابو نعیم دلائل النبوہ میں بطریق محمد بن شہاب الزہری ام سماعہ اسماء بنت ابی رحم، وہ اپنی والدہ سے راوی ہیں، حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال کے وقت حاضر تھی، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کم سن بچے کوئی پانچ برس کی عمر شریف ان کے سرہانے تشریف فرما تھے۔ حضرت خاتون نے اپنے ابنِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نظر کی، پھر کہا ۔

بَارَكَ فِيكَ اللّٰهُ مِنْ غُلَامِ ۔۔۔ يَا ابْنَ الَّذِي مِنْ حَوْمَةِ الْحِمَامِ

نَجَا بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْمِنْعَامِ ۔۔۔ فُودِيَ غَدَاةَ الضَّرْبِ بِالسِّهَامِ

بِمِائَةٍ مِنْ إِبِلِ السَّوَامِ ۔۔۔ إِنْ صَحَّ مَا أَبْصَرْتُ فِي الْمَنَامِ

فَأَنْتَ مَبْعُوثٌ إِلَى الْأَنَامِ ۔۔۔ تُبْعَثُ فِي الْحِلِّ وَفِي الْحَرَامِ

تُبْعَثُ فِي التَّحْقِيقِ وَالْإِسْلَامِ ۔۔۔ دِينِ أَبِيكَ الْبَرِّ إِبْرَاهَامِ

فَاللّٰهُ أَنْهَاكَ عَنِ الْأَصْنَامِ ۔۔۔ أَنْ لَا تُوَالِيهَا مَعَ الْأَقْوَامِ [1]

" اے ستھرے لڑکے اللہ تجھ میں برکت رکھے، اے بیٹے ان کے جنھوں نے مرگ کے گھیرے سے نجات پائی، بڑے انعام والے بادشاہ اللہ عزوجل کی مدد سے، جس صبح کو قرعہ ڈالا گیا سو بلند اونٹ ان کے فدیہ میں قربان کیے گئے، اگر وہ ٹھیک اترا جو میں نے خواب دیکھا ہے تو تو سارے جہان کی طرف پیغمبر بنایا جائے گا جو تیرے نکوکار باپ ابراہیم کا دین ہے، میں اللہ کی قسم دے کر تجھے بتوں سے منع کرتی ہوں

---

[1] امام محمد بن عبد الباقی الزرقانی : مواہب لدنیہ مع شرح الزرقانی، باب وفاۃ امہ صلی اللہ علیہ وسلم (مطبعہ عامرہ مصر) ۱/۱۹۲

کر قوموں کے ساتھ ان کی دوستی نہ کرنا۔

حضرتِ خاتون آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی اس پاک وصیت میں جو فراقِ دنیا کے وقت اپنے ابنِ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو کی بحمد اللہ تعالٰی توحید و ردِ شرک تو آفتاب کی طرح روشن ہے اور اس کے ساتھ دینِ اسلام ملتِ پاک ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا بھی پورا اقرار اور ایمان کامل کیے کتنے ہیں، پھر اس سے بالاتر حضور پُر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی رسالت کا بھی اعتراف موجود اور وہ بھی بیانِ بعثتِ عامہ کے ساتھ وللہ الحمد۔

اقول: وَكَلِمَةُ اِنْ اِنْ كَانَتْ لِلشَّكِّ فَهُوَ غَايَةُ الْمُنْتَهٰى اِذْ ذَاكَ وَلَا تَكْلِيْفَ فَوْقَهٗ وَاِلَّا فَقَدْ عُلِمَ مَجِيْئُهَا اَيْضًا لِلتَّحْقِيْقِ لِيَكُوْنَ كَالدَّلِيْلِ عَلٰى ثُبُوْتِ الْجَزَاءِ وَتَحَقُّقِهٖ كَقَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا رَاَيْتُكِ فِي الْمَنَامِ ثَلٰثَ لَيَالٍ يَجِيْئُ بِكِ الْمَلَكُ فِيْ سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيْرٍ فَقَالَ لِيْ هٰذِهٖ اِمْرَاَتُكَ فَكَشَفْتُ عَنْ وَجْهِكِ الثَّوْبَ فَاِذَا اَنْتِ هِيَ فَقُلْتُ اِنْ يَّكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهٖ[1] رواہ الشیخان عنہا رضی اللہ تعالٰی عنہما

اس کے بعد فرمایا:

| | |
|---|---|
| كُلُّ حَيٍّ مَيِّتٌ وَّكُلُّ جَدِيْدٍ بَالٍ | ہر زندے کو مرنا ہے اور ہر نئے کو پرانا |
| وَكُلُّ كَبِيْرٍ يَفْنٰى وَاَنَا مَيِّتَةٌ وَّ | ہونا اور کوئی کیسا ہی بڑا ہو ایک دن |
| ذِكْرِيْ بَاقٍ وَّقَدْ تَرَكْتُ خَيْرًا | فنا ہونا ہے۔ میں مرتی ہوں اور میرا |
| وَّوَلَدْتُ طُهْرًا[2] | ذکر ہمیشہ خیر سے رہے گا، میں کیسی |
| | خیر عظیم چھوڑ چلی ہوں اور کیسا ستھرا پاکیزہ |

---

[1] امام محمد بن اسمٰعیل بخاری: صحیح بخاری، باب النظر الی المرأۃ قبل التزویج (قدیمی کتب خانہ کراچی) ۲/۷۶۸

[2] امام محمد بن عبد الباقی الزرقانی: مواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، المقصد الاول (مطبعۂ عامرہ مصر) ۱/۱۶۳

مجھ سے پیدا ہوا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

یہ کہا اور انتقال فرمایا، رضی اللہ تعالیٰ عنہا وصلی اللہ تعالیٰ علی ابنہا الکریم و ذویہ و بارک وسلم۔

یہ اُن کی فراستِ ایمانی اور پیشین گوئی نورانی قابلِ غور ہے کہ میں انتقال کرتی ہوں اور میرا ذکرِ خیر ہمیشہ باقی رہے گا۔ عرب و عجم کی ہزاروں شاہزادیاں، بڑی بڑی تاج والیاں خاک کا پیوند ہوئیں جن کا نام تک کوئی نہیں جانتا مگر اس پاک طیّبہ خاتون کے ذکرِ خیر سے مشارق و مغاربِ ارض میں محافل و مجالسِ انس و قدس میں زمین و آسمان گونج رہے ہیں اور ابد الآباد تک گونجیں گے، وللہ الحمد۔

**عبرت قاہرہ** سید شریف مصری حواشی دُرّ میں ناقل کہ ایک عالم رات بھر مسئلہ ابوین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں متفکر رہے کہ کیونکر تطبیقِ اقوال ہو، اسی فکر میں چراغ پر جھک گئے کہ بدن جل گیا۔ صبح ایک لشکری آیا کہ میرے یہاں آپ کی دعوت ہے، راہ میں ایک زرد فروش ملے کہ اپنی دوکان کے آگے باٹ ترازو لیے بیٹھے ہیں، انہوں نے اٹھ کر ان عالم کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور یہ اشعار پڑھے ؎

| | |
|---|---|
| اٰمَنْتُ اِنَّ اَبَا النَّبِیِّ وَ اُمَّہٗ | اَحْیَاھُمَا الْحَیُّ الْقَدِیْرُ الْبَارِیْ |
| حَتّٰی لَقَدْ شَھِدَا لَہٗ بِرِسَالَۃٍ | صِدْقٍ فَذَاکَ کَرَامَۃُ الْمُخْتَارِ |
| وَ بِہِ الْحَدِیْثُ وَمَنْ یَّقُوْلُ بِضُعْفِہٖ | فَھُوَ الضَّعِیْفُ عَنِ الْحَقِیْقَۃِ عَارٍ لہ |

"یعنی میں ایمان لایا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماں باپ کو اس زندہ ابدی قادرِ مطلق خالقِ عالم جل جلالہٗ نے زندہ کیا یہاں تک کہ ان دونوں نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی پیغمبری کی گواہی دی، اسے شخص اس کی تصدیق کر

---

کہ یہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعزاز کے واسطے ہے اور اس باب میں حدیث وارد ہوئی، جو اسے ضعیف بتائے وہ آپ ہی ضعیف اور علم حقیقت سے خالی ہے۔

یہ اشعار سنا کر اُن عالم سے فرمایا، اے شیخ انہیں لے اور نہ رات کو جاگ نہ اپنی جان کو فکر میں ڈال کہ تجھے چراغ جلادے، ہاں جہاں جارہا ہے وہاں نہ جا کر لقمۂ حرام کھانے میں نہ آئے۔

اُن کے اس فرمانے سے وہ عالم بے خود ہو کر رہ گئے۔ پھر انہیں تلاش کیا پتہ نہ پایا اور دوکانداروں سے پوچھا کسی نے نہ پہچانا، سب بازار والے بولے۔ یہاں تو کوئی شخص بیٹھا ہی نہیں، وہ عالم اِس ربانی ہادی غیب کی ہدایت سن کر مکان کو واپس آئے، لشکری کے یہاں تشریف نہ لے گئے، انتہیٰ۔

اے شخص یہ عالم بہ برکت علم نظرِ عنایت سے ملحوظ تھے کہ غیب سے کسی ولی کو بھیج کر انہیں ہدایت فرمادی خوف کر تو اس ورطہ میں پڑ کر معاذ اللہ کہیں مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا باعثِ ایذا نہ ہو جس کا نتیجہ معاذ اللہ بڑی آگ دیکھنا ہو۔ اللہ عزوجل ظاہر و باطن میں مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی محبت سچا ادب روزی فرمائے اور اسبابِ مقت و حجاب و بیزاری و عتاب سے بچائے آمین آمین آمین یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ اِرْحَمْ فَاقَتَنَا یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ اِرْحَمْ ضُعْفَنَا تَبَرَّاْنَا مِنْ حَوْلِنَا الْبَاطِلِ وَقُوَّتِنَا الْعَاطِلَۃِ وَ الْتَجَاْنَا اِلٰی حَوْلِکَ الْعَظِیْمِ وَطَوْلِکَ الْقَدِیْمِ وَشَہِدْنَا بِاَنْ لَّاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ اٰمِیْنَ۔

الحمد للہ یہ موجز رسالہ اواخر شوال المکرم ۱۳۱۵ھ کے چند جلسوں میں تمام اور بہ لحاظ تاریخ:

## شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام [1]

نام ہوا۔ وَاللّٰہُ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ

لے نار ضحیٰ

[1] بضم الکاف بمعنی الکریم صفۃ الرسول او بکسرہا جمع الکریم نعت الاصول ۱۲

امام احمد رضا بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شفیع ہونا کس حدیث سے ثابت ہے۔ بینوا توجروا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## الجواب

الحمد للہ البصیر السمیع والصلوٰۃ والسلام علی البشیر الشفیع وعلی آلہ وصحبہ کل مساء وسطیع۔

سبحان اللہ! ایسے سوال سن کر کتنا تعجب آتا ہے کہ مسلمان و مدعیان سنّیت اور ایسے واضح عقائد میں تشکیک کی آفت، یہ بھی قرب قیامت کی ایک علامت ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

احادیث شفاعت بھی ایسی چیز ہیں جو کسی طرح چھپ سکیں؛ بیسیوں صحابہ، صدہا تابعین، ہزارہا محدثین ان کے راوی، حدیث کی ہر گونہ کتابیں صحاح سنن، مسانید، معاجیم، جوامع، مصنّفات اُن سے مالا مال، اہل سنّت کا ہر متنفس، یہاں تک کہ زنان و اطفال بلکہ دہقانی جُہّال بھی اس عقیدے سے آگاہ، خدا کا دیدار، محمد کی شفاعت ایک ایک بچے کی زبان پر جاری صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وبارک وشرّف ومجّد وکرّم۔

فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے رسالہ "سمع وطاعۃ لاحادیث الشفاعۃ" میں بہت کثرت سے ان احادیث کی جمع وتلخیص کی، بہ نہایت اجمال صرف چالیس حدیثوں کی طرف اشارت اور ان سے پہلے چند آیاتِ قرآنیہ کی تلاوت کرتا ہوں۔

**آیتِ اولٰی:** قال اللہ تعالٰی:

عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا [1]

"قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقامِ محمود میں بھیجے۔"

حدیث شریف میں ہے، حضور شفیع المذنبین صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی گئی، مقامِ محمود کیا چیز ہے؟ فرمایا:

ھو الشفاعۃ [2] — وہ شفاعت ہے۔

**آیتِ ثانیہ:** قال اللہ تعالٰی:

وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی [3]

"اور قریب تر ہے تجھے تیرا رب اتنا دیگا کہ تو راضی ہو جائیگا۔"

دیلمی مسند الفردوس میں امیر المؤمنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے راوی جب یہ آیت اتری، حضور شفیع المذنبین صلّے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذًا لَّا اَرْضٰی وَوَاحِدٌ مِّنْ اُمَّتِیْ فِی النَّارِ [4]

---

[1] القرآن: ۱۷/۷۹

[2] محمد بن عیسٰی الترمذی، امام: جامع ترمذی، نور محمد کراچی ۲/۱۶۴

[3] القرآن: ۹۳/۵

[4] فخر الدین الرازی، امام: تفسیر کبیر، مطبوعہ مصر ۳۱/۲۱۳

"یعنی جب اللہ تعالےٰ مجھ سے راضی کر دینے کا وعدہ فرماتا ہے تو میں راضی نہ ہوں گا، اگر میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہا۔"

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ۔

طبرانی معجم، اوسط اور بزاز مسند الفردوس میں جناب مولی المسلمین رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی، حضور شفیع المذنبین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

اَشْفَعُ لِاُمَّتِیْ حَتّٰی یُنَادِیَنِیْ رَبِّیْ اَرَضِیْتَ یَا مُحَمَّدُ فَاَقُوْلُ اَیْ رَبِّ رَضِیْتُ[1]

"میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا یہاں تک کہ میرا رب پکاریگا اے محمد تو راضی ہوا میں عرض کروں گا، اے رب میرے میں راضی ہوا۔"

**آیت ثالثہ:** قال اللہ تعالےٰ:

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ[2]

اس آیت میں اللہ تعالےٰ اپنے حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو حکم دیتا ہے کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے گناہ مجھ سے بخشواؤ اور شفاعت کاہے کا نام ہے؟

**آیت رابعہ:** قال اللہ تعالےٰ:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا[3]

---

[1] عبدالرحمٰن السیوطی، امام: الدر المنثور فی التفسیر الماثور قم ایران ۳۶۱/۶

[2] القرآن: ۱۹/۴۷

[3] القرآن: ۶۴/۴

" اور اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں، تیرے پاس حاضر ہوں، پھر خدا سے استغفار کریں اور رسول ان کی بخشش مانگے تو بے شک اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں "

اس آیت میں مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے کہ گناہ کرکے اس نبی کی سرکار میں حاضر ہو اور اُس سے درخواست شفاعت کرو، محبوب تمہاری شفاعت فرمائے گا تو ہم یقیناً تمہارے گناہ بخش دیں گے۔

**آیتِ خامسہ** : قال اللہ تعالیٰ :

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا یَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ [1]

" جب ان منافقوں سے کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ تمہاری مغفرت مانگیں تو اپنے سر پھیر لیتے ہیں "

اس آیت میں منافقوں کا حال بد مآل ارشاد ہوا کہ وہ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شفاعت نہیں چاہتے، پھر جو آج نہیں چاہتے وہ کل نہ پائیں گے اور جو کل نہ پائیں گے وہ کل نہ پائیں گے، اللہ دنیا و آخرت میں ان کی شفاعت سے بہرہ مند فرمائے ؎

حشر میں ہم بھی سیر دیکھیں گے
منکر آج ان سے التجا نہ کرے

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ شفیع المذنبین وآلہٖ وصحبہٖ وحزبہٖ اجمعین۔

---

[1] القرآن : ۵/۶۳

# الاحادیث

شفاعتِ کبریٰ کی حدیثیں جن میں صاف صریح ارشاد ہوا کہ عرصاتِ محشر میں وہ طویل دن ہوگا کہ کاٹے نہ کٹے اور سروں پر آفتاب اور دوزخ نزدیک۔ اس دن سورج میں دس برس کا مل کی گرمی جمع کریں گے اور سروں سے کچھ ہی فاصلہ پر لاکر رکھیں گے، پیاس کی وہ شدت کہ خدا نہ دکھائے، گرمی وہ قیامت کہ اللہ بچائے، بانسوں پسینہ زمین میں جذب ہوکر اوپر چڑھے گا یہاں تک کہ گلے گلے سے بھی اونچا ہوگا، جہاز چھوڑیں تو بہنے لگیں، لوگ اس میں غوطے کھائیں گے، گھبرا گھبرا کر دل حلق تک آجائیں گے۔

لوگ ان عظیم آفتوں میں جان سے تنگ آکر شفیع کی تلاش میں جابجا پھریں گے، آدم و نوح خلیل و کلیم و مسیح علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس حاضر ہوکر جواب صاف سنیں گے، سب انبیاء فرمائیں گے ہمارا یہ مرتبہ نہیں، ہم اس لائق نہیں، ہم سے یہ کام نہ نکلے گا، نفسی نفسی! تم اور کسی کے پاس جاؤ یہاں تک کہ سب کے بعد حضور پر نور خاتم النبیین سید الاولین والآخرین، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اَنَا لَهَا اَنَا لَهَا فرمائیں گے یعنی میں ہوں شفاعت کیلئے میں ہوں شفاعت کے لئے۔

پھر اپنے رب کریم جل جلالہ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر سجدہ کریں گے، ان کا رب تبارک وتعالےٰ ارشاد فرمائے گا:

یَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَہ

وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ [۱]

" اسے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو تمہاری بات سنی جائے گی اور مانگو کہ تمہیں عطا ہوگا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہے"۔

یہی مقامِ محمود ہوگا جہاں تمام اوّلین و آخرین میں حضور کی تعریف وحمد و ثنار کا غُل پڑ جائے گا اور موافق و مخالف سب پر کھل جائے گا۔

بارگاہِ الٰہی میں جو وجاہت ہمارے آقا کی ہے، کسی کی نہیں اور ملک عظیم جلّ جلالہ کے یہاں جو عظمت ہمارے مولےٰ کے لئے ہے، کسی کے لئے نہیں والحمدللہ رب العٰلمین۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ اپنی حکمتِ کاملہ کے مطابق لوگوں کے دلوں میں ڈالے گا کہ پہلے اور انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پاس جائیں اور وہاں سے محروم پھر کر ان کی خدمت میں حاضر آئیں تاکہ سب جان لیں کہ منصبِ شفاعت اسی سرکار کا خاصہ ہے، دوسرے کی مجال نہیں کہ اس کا دروازہ کھول سکے، والحمدللہ رب العالمین۔

یہ حدیثیں صحیح بخاری و صحیح مسلم تمام کتابوں میں مذکور اور اہلِ اسلام میں معروف و مشہور ہیں، ذکر کی حاجت نہیں کہ بہت طویل ہیں، شک لانے والا اگر دو حرف بھی پڑھا ہو تو مشکوٰۃ شریف کا اردو میں ترجمہ منگا کر دیکھ لے یا کسی مسلمان سے کہے کہ پڑھ کر سنا دے اور انہیں حدیثوں کے آخر میں یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ شفاعت کرنے کے بعد حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم بخششِ گناہگاران کے لئے بار بار

---

[۱] ا۔ محمد بن اسمٰعیل البخاری، امام : صحیح بخاری — نور محمد کراچی — ۱۱۱۹/۲

ب۔ محمد بن یزید ابن ماجہ، امام : سنن ابن ماجہ — قدیمی کتب خانہ کراچی — ص ۳۲۰

ج۔ علی بن ابی بکر الہیتمی : مجمع الزوائد — بیروت — ۳۷۳/۱۰

شفاعت فرمائیں گے اور ہر دفعہ اللہ تعالےٰ وہی کلمات فرمائے گا اور حضور ہر مرتبہ بے شمار بندگانِ خدا کو نجات بخشیں گے۔

میں ان مشہور حدیثوں کے سوا ایک اربعین یعنی چالیس حدیثیں اور لکھتا ہوں جو گوشِ عوام تک کم پہنچی ہوں، جن سے مسلمانوں کا ایمان ترقی پائے، منکر کا دل آتشِ غیظ میں جل جائے بالخصوص جن سے اس ناپاک تحریف کا رد شریف ہو، جو بعض بددینوں، خدا ناترسوں، ناحق کوشوں، باطل کیشوں نے معنیٰ شفاعت میں کیں اور انکار شفاعت کے چہرۂ نجس چھپانے کو ایک جھوٹی صورت نام کی شفاعت دل سے گھڑی۔

ان حدیثوں سے واضح ہوگا کہ ہمارے آقائے اعظم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم شفاعت کے لئے متعین ہیں، انہیں کی سرکار بیکس پناہ ہے، انہیں کے در سے بے یاروں کا نباہ ہے نہ جس طرح ایک بدمذہب کہتا ہے کہ جس کو چاہے گا، اپنے حکم سے شفیع بنادیگا۔ یہ حدیثیں ظاہر کریں گی کہ ہمیں خدا اور رسول نے کان کھول کر شفیع کا پیارا نام بتادیا اور صاف فرمایا کہ وہ محمد رسول اللہ ہیں (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) نہ یہ کہ بات گول رکھی ہو جیسے ایک بدبخت کہتا ہے کہ اسی کے اختیار پر چھوڑ دیجئے، جس کو وہ چاہے ہمارا شفیع کردے۔ یہ حدیثیں مژدۂ جانفزا دیں گی کہ حضور کی شفاعت نہ اس کے لئے ہے جس سے اتفاقاً گناہ ہوگیا ہو اور وہ اس پر ہر وقت نادم و پریشان و ترساں و لرزاں ہے جس طرح ایک دزدِ باطن کہتا ہے کہ چور پر تو چوری ثابت ہوگئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں اور چوری کو اس نے کچھ اپنا پیشہ نہیں ٹھہرایا مگر نفس کی شامت سے قصور ہوگیا سو اس پر شرمندہ ہے اور رات دن ڈرتا ہے، نہیں نہیں ان کے رب کی قسم جس نے انہیں شفیع المذنبین کیا، ان کی شفاعت ہم جیسے روسیاہوں، پُر گناہوں، سیہ کاروں، ستمگاروں کے لئے ہے جن کا بال بال گناہ میں بندھا ہے جن کے نام سے گناہ بھی ننگ و عار رکھتا ہے ع

ترسم آلودہ شود دامنِ عصیاں از من

وحسبنا اللہ تعالیٰ ونعم الوکیل و الصلوٰۃ و السلام علی الشفیع الجمیل و علیٰ الہٖ وصحبہٖ بالوف التبجیل و الحمد للہ رب العٰلمین۔

**حدیث ۱ و ۲ :** امام احمد بسند صحیح اپنی مسند میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ابن ماجہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

خُیِّرْتُ بَیْنَ الشَّفَاعَۃِ وَ بَیْنَ اَنْ یَّدْخُلَ نِصْفُ اُمَّتِی الْجَنَّۃَ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَۃَ لِاَنَّھَا اَعَمُّ وَ اَکْفٰی تَرَوْنَھَا لِلْمُتَّقِیْنَ لَا وَ لٰکِنَّھَا لِلْمُذْنِبِیْنَ الْخَطَّائِیْنَ الْمُتَلَوِّثِیْنَ[1]

" اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ یا تو شفاعت لو یا یہ کہ تمہاری آدھی امت جنت میں جائے ، میں نے شفاعت لی کہ وہ زیادہ تمام اور زیادہ کام آنیوالی ہے۔ کیا تم یہ سمجھ لئے ہو کہ میری شفاعت پاکیزہ مسلمانوں کے لئے ہے ؟ نہیں بلکہ وہ ان گناہگاروں کے واسطے ہے جو گناہوں میں آلودہ اور سخت خطاکار ہیں "

اللّٰھم صل و سلم و بارک علیہ والحمد للہ رب العٰلمین۔

**حدیث ۳ :** ابن عدی حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

شَفَاعَتِیْ لِلْھَالِکِیْنَ مِنْ اُمَّتِیْ[2]

---

[1] محمد بن یزید ابن ماجہ ، امام : سنن ابن ماجہ ایچ ایم سعید کمپنی ، کراچی ص ۳۲۹

[2] علی بن ابی بکر الہیثمی : مجمع الزوائد بیروت ۱۰/۳۷۸

"میری شفاعت میرے ان امّتیوں کے لئے ہے جنہیں گناہوں نے

ہلاک کر ڈالا۔"

حق ہے اے شفیع میرے، میں قربان تیرے، صلے اللہ علیک۔

**حدیث ۴ تا ۸** : حضرت ابوداؤد و ترمذی و ابن حبّان و حاکم و بیہقی بافادۂ تصحیح حضرت انس بن مالک اور ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان و حاکم حضرت جابر بن عبداللہ اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن عباس اور خطیب بغدادی حضرت عبداللہ ابن عمر فاروق و حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ[1]

"میری شفاعت میری امّت میں ان کے لئے ہے جو کبیرہ گناہ والے ہیں۔"

صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم والحمد للہ رب العٰلمین۔

**حدیث ۹** : ابوبکر احمد بن علی بغدادی حضرت ابودردا رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الذُّنُوْبِ مِنْ اُمَّتِیْ[2]

"میری شفاعت میرے گنہگار امّتیوں کے لئے ہے۔"

ابودردا رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کی وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ "اگرچہ زانی ہو اگرچہ چور ہو" فرمایا: وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ عَلٰی رَغْمِ اَنْفِ اَبِی الدَّرْدَاءِ[2]

---

[1] ا۔ محمد بن یزید ابن ماجہ، امام : سنن ابن ماجہ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی ص ۳۲۹

ب۔ ابوعبداللہ الحاکم، امام : المستدرک بیروت ۱/۶۹

[2] عبدالرحمٰن سیوطی، امام : الجامع الصغیر مع فیض القدیر بیروت ۴/۱۶۳

"اگرچہ زانی ہو اگرچہ چور ہو برخلاف خواہش ابو درداء کے"۔

**حدیث ۱۰ و ۱۱:** طبرانی و بیہقی حضرتِ بریدہ اور طبرانی معجم اوسط میں حضرتِ انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِنِّیْ اَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لِاَکْثَرَ مِمَّا عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ مِنْ شَجَرٍ وَّحَجَرٍ وَّمَدَرٍ۔

"یعنی روئے زمین پر جتنے پیڑ پتھر ڈھیلے ہیں، مَیں قیامت میں ان سب سے زیادہ آدمیوں کی شفاعت فرماؤں گا"۔

**حدیث ۱۲:** بخاری، مسلم، حاکم، بیہقی حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی واللفظ لھٰذین حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

شَفَاعَتِیْ لِمَنْ شَہِدَ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُخْلِصًا یُّصَدِّقُ قَلْبُہٗ لِسَانَہٗ۔

"میری شفاعت ہر کلمہ گو کے لئے ہے، جو سچے دل سے کلمہ پڑھے کہ زبان کی تصدیق دل کرتا ہو"۔

**حدیث ۱۳:** احمد طبرانی و بزار حضرتِ معاذ بن جبل و حضرت ابو موسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِنَّہَا اَوْسَعُ لَہُمْ وَہِیَ لِمَنْ مَّاتَ وَلَا یُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْئًا۔

---

[1] ابی عبداللہ الحاکم، امام، المستدرک (بیروت) ۱/۷۰

"شفاعت میں امت کے لئے زیادہ وسعت ہے کہ وہ ہر شخص کے واسطے ہے جس کا خاتمہ ایمان پر ہو۔"

**حدیث ۱۴:** طبرانی معجم اوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اٰتِیْ جَھَنَّمَ فَاَضْرِبُ بَابَھَا فَیُفْتَحُ لِیْ فَاَدْخُلُھَا فَاَحْمَدُ اللّٰہَ مَحَامِدَ مَا حَمِدَہٗ اَحَدٌ قَبْلِیْ مِثْلَھَا وَلَا یَحْمَدُہٗ اَحَدٌ بَعْدِیْ ثُمَّ اُخْرِجُ مِنْھَا مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُلَخَّصًا [1]

"میں جہنم کا دروازہ کھلوا کر تشریف لے جاؤں گا وہاں خدا کی تعریفیں کروں گا، ایسی نہ مجھ سے پہلے کسی نے کیں نہ میرے بعد کوئی کرے پھر دوزخ سے ہر اس شخص کو نکال لوں گا جس نے خالص دل سے لا الٰہ الا اللہ کہا۔"

**حدیث ۱۵:** حاکم بافادۂ تصحیح اور طبرانی و بیہقی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

یُوْضَعُ لِلْاَنْبِیَاءِ مَنَابِرُ مِنْ ذَھَبٍ فَیَجْلِسُوْنَ عَلَیْھَا وَیَبْقٰی مِنْبَرِیْ لَا اَجْلِسُ عَلَیْہِ اَوْلَا اَقْعُدُ عَلَیْہِ قَائِمًا بَیْنَ یَدَیْ رَبِّیْ مَخَافَۃَ اَنْ یُّبْعَثَ بِیْ اِلَی الْجَنَّۃِ وَیَبْقٰی اُمَّتِیْ مِنْ بَعْدِیْ فَاَقُوْلُ یَارَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ یَا مُحَمَّدُ مَا تُرِیْدُ اَنْ اَصْنَعَ بِاُمَّتِکَ فَاَقُوْلُ یَارَبِّ عَجِّلْ حِسَابَھُمْ فَمَا اَزَالُ اَشْفَعُ حَتّٰی اُعْطٰی صِکَاکًا بِرِجَالٍ قَدْ

---

[1] علی بن ابی بکر الہیتمی، امام: مجمع الزوائد بیروت ۱۰/۳۷۹

بُعِثَ بِهِمْ اِلَى النَّارِ حَتّٰی اَنَّ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ يَقُوْلُ يَا مُحَمَّدُ مَا تَرَكْتُ [۱]

" انبیاء کے لئے سونے کے منبر بچھائے جائیں گے، وہ ان پر بیٹھیں گے اور میرا منبر باقی رہے گا کہ میں اس پر جلوس نہ فرماؤں گا بلکہ اپنے رب کے حضور سرو قد کھڑا رہوں گا اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو مجھے جنت میں بھیج دے اور میری امت میرے بعد رہ جائے۔ پھر عرض کروں گا اے رب میرے! میری امت، میری امت۔ اللہ تعالٰے فرمائے گا اے محمد! تیری کیا مرضی ہے، میں تیری امت کے ساتھ کیا کروں؟ عرض کروں گا اے رب میرے! ان کا حساب جلد فرمادے۔ پس میں شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ مجھے اُن کی رہائی کی چٹھیاں ملیں گی جنہیں دوزخ بھیج چکے تھے یہاں تک کہ مالک داروغۂ دوزخ عرض کریگا اے محمد! آپ نے اپنی امت میں رب کا غضب نام کو نہ چھوڑا۔"

اللّٰهم صلّ و بارك عليه والحمد لله رب العلمين۔

۱۶ تا ۲۱ **حدیث ۱۶:** بخاری و مسلم و نسائی حضرتِ جابر بن عبد اللہ اور احمد بسندِ حسن اور بخاری تاریخ میں اور بزار اور طبرانی و بیہقی و ابو نعیم حضرتِ عبد اللہ بن عباس اور احمد بسندِ حسن و بزار بسندِ جیّد و دارمی و ابن شیبہ و ابو یعلٰی و ابو نعیم و بیہقی حضرتِ ابوذر اور طبرانی معجم اوسط میں بسند حضرتِ ابو سعید خدری اور کبیر میں حضرت سائب ابن یزید اور احمد باسنادِ حسن اور ابن ابی شیبہ و طبرانی حضرتِ ابو موسٰے اشعری رضی اللہ تعالٰے عنہم سے راوی:

---

[۱] ؎ (ا) ابو عبد اللہ الحاکم، امام : المستدرک بیروت ۶۵/۱
ب۔ علی بن ابو بکر الہیثمی، امام : مجمع الزوائد بیروت ۳۸۰/۱۰

وَاللَّفْظُ لِجَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُعْطِيْتُ مَالَمْ يُعْطَ اَحَدٌ قَبْلِيْ اِلٰى قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ۔

اِن چھوں حدیثوں میں یہ بیان ہوا ہے کہ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں شفیع مقرر کردیا گیا اور شفاعت خاص مجھی کو عطا ہوگی۔ میرے سوا کسی نبی کو یہ منصب نہ ملا۔

**حدیث ۲۲ و ۲۳ :** ابن عباس و ابوسعید و ابوموسیٰ سے انہیں حدیثوں میں وہ مضمون بھی ہے جو احمد و بخاری و مسلم نے انس اور شیخین نے ابوہریرہ سے روایت کیا (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کہ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةً قَدْ دَعَا بِهَا فِيْ اُمَّتِهٖ وَاسْتُجِيْبَ لَهٗ وَهٰذَا اللَّفْظُ لِاَنَسٍ وَلَفْظُ اَبِيْ سَعِيْدٍ لَيْسَ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَقَدْ اُعْطِيَ دَعْوَةً فَتَعَجَّلَهَا (ولفظ ابن عباس) لَمْ يَبْقَ نَبِيٌّ اِلَّا اُعْطِيَ لَهٗ (رجعنا الى لفظ انس والفاظ الباقين كمثله معنی) قَالَ وَاِنِّي اخْتَبَاْتُ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (زاد ابو موسیٰ) جَعَلْتُهَا لِمَنْ مَاتَ مِنْ اُمَّتِيْ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا [له]

"یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اگرچہ ہزاروں دعائیں قبول ہوتی ہیں مگر

---

له ا۔ مسلم بن حجاج، امام : صحیح مسلم اسلام آباد ۱/ ۱۱۲

ب۔ محمد بن اسمٰعیل بخاری، امام : صحیح بخاری اسلام آباد ۲/ ۹۳۲

ج۔ علی بن ابی بکر الهیثمی، امام : مجمع الزوائد بیروت ۱۰/ ۳۷۱

ایک دعا انہیں خاص جناب باری تبارک وتعالےٰ سے ملتی ہے کہ جو چاہو مانگ لو'
بے شک دیا جائے گا، تمام انبیاء آدم سے عیسےٰ تک (علیہم الصّلٰوۃ والسلام) سب
اپنی اپنی وہ دعا دنیا میں کر چکے اور میں نے آخرت کے لئے اٹھا رکھی، وہ میری
شفاعت ہے، میری امت کے لئے قیامت کے دن میں نے اسے اپنی ساری
امت کے لئے رکھا ہے جو ایمان پر دنیا سے اٹھی۔"

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا بِجَاھِہٖ عِنْدَکَ اٰمِیْن۔

اللہ اکبر! اے گنہگارانِ امت! کیا تم نے اپنے مالک و مولےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بہ کمالِ رأفت و رحمت اپنے حال پر نہ دیکھی کہ بارگاہِ الٰہی عز جلالہٗ سے تین سوال حضور کو ملے کہ جو چاہو مانگ لو عطا ہو گا، حضور نے ان میں کوئی سوال اپنی ذاتِ پاک کے لئے نہ رکھا، سب تمہارے ہی کام میں صرف فرما دئے، دو سوال دنیا میں کئے وہ بھی تمہارے ہی واسطے تیسرا آخرت کو اٹھا رکھا، وہ تمہاری اُس عظیم حاجت کے واسطے جب اس مہربان مولیٰ رؤف و رحیم آقا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے سوا کوئی کام آنے والا، بگڑی بنانے والا نہ ہو گا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)، حق فرمایا حضرتِ حق عزوجلّ نے عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ؁[1]

واللہ العظیم! قسم اس کی جس نے انہیں آپ مہربان کیا ہرگز ہرگز کوئی ماں اپنے عزیز پیارے اکلوتے بیٹے پر زنہار اتنی مہربان نہیں جس قدر وہ اپنے ایک امتی پر مہربان ہیں (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) الٰہی تو ہمارا عجز و ضعف اور ان کے حقوقِ عظیمہ کی عظمت جانتا ہے اے قادر! اے واجد! اے ماجد! ہماری طرف سے ان پر اور ان کی آل پر وہ برکت والی دُرودیں نازل فرما جو ان کے حقوق کو وافی ہوں اور ان کی رحمتوں کو مکافی۔

---

[1] القرآن : ۱۲۸/۹

اللّٰھم صلّ وسلم وبارک علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وصحبہٖ قدر رأفتہٖ ورحمتہٖ بامتہٖ وقدر رأفتک ورحمتک بہٖ اٰمین اٰمین الٰہ الحق اٰمین۔

سبحٰن اللہ! اُمتیوں نے ان کی رحمتوں کا یہ معاوضہ رکھا کہ کوئی افضلیت میں تشکیکیں نکالتا ہے کوئی ان کی شفاعت میں شبہ ڈالتا ہے کوئی ان کی تعریف اپنی سی جانتا ہے کوئی ان کی تعظیم پر بگڑ کر کراتا ہے، افعالِ محبت کا بدعت نام، اجلال وادب پر شرک کے احکام! اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ، وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۔ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

**حدیث ۲۴:** صحیح مسلم میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے مجھے تین سوال عطا فرمائے، میں نے دو بار تو دنیا میں عرض کر لی اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِیْ الٰہی میری امت کی مغفرت فرما، الٰہی میری امت کی مغفرت فرما، وَاَخَّرْتُ الثَّالِثَۃَ لِیَوْمٍ یَّرْغَبُ اِلَیَّ فِیْہِ الْخَلْقُ حَتّٰی اِبْرَاھِیْمُ علیہ السلام اور تیسری عرض اس دن کے لئے اٹھا رکھی جس میں تمام مخلوق الٰہی میری طرف نیاز مند ہوگی یہاں تک کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وصلّ وسلم وبارک علیہ والحمد للّٰہ رب العٰلمین

**حدیث ۲۵:** بیہقی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شبِ اسریٰ اپنے رب سے عرض کی تو نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو یہ یہ فضائل بخشے، رب عزمجدہ نے فرمایا اَعْطَیْتُکَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِکَ (الیٰ قولہ) خَبَأْتُ شَفَاعَتَکَ وَلَمْ اَخْبَأْھَا لِنَبِیٍّ غَیْرِکَ "میں نے تجھے عطا فرمایا وہ ان سب سے بہتر ہے، میں نے تیرے لئے شفاعت چھپا رکھی اور تیرے سوا دوسرے کو نہ دی۔

---

لہ ا۔ احمد بن حنبل، امام: مسند بیروت ۵/۱۲۷

ب۔ مسلم بن حجاج القشیری، امام: صحیح مسلم اسلام آباد ۱۰/۲۷۳

**حدیث ۲۶:** ابی شیبہ و ترمذی بافادہ تحسین و تصحیح اور ابنِ ماجہ و حاکم بحکمِ تصحیح حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

اِذَا کَانَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ کُنْتُ اِمَامَ النَّبِیِّیْنَ وَخَطِیْبَہُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِہِمْ غَیْرَ فَخْرٍ [1]

" قیامت کے دن میں انبیاء کا پیشوا اور اُن کا خطیب اور اُن کا شفاعت والا ہوں گا اور یہ کچھ فخر کی راہ سے نہیں فرماتا "

**حدیث ۲۷ تا ۴۰:** ابنِ منیع حضرت زید بن ارقم وغیرہ چودہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے راوی، حضرت شفیع المذنبین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ یُؤْمِنْ بِہَا لَمْ یَکُنْ مِنْ اَہْلِہَا [2]

" میری شفاعت روزِ قیامت حق ہے جو اس پر ایمان نہ لائیگا، اس کے قابل نہ ہوگا "

منکرِ مسکین اس حدیثِ متواتر کو دیکھے اور اپنی جان پر رحم کرکے شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔

اَللّٰہُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ اَنَّکَ ہَدَیْتَ فَاٰمَنَّا بِشَفَاعَۃِ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاجْعَلْنَا مِنْ اَہْلِہَا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ یَا اَہْلَ التَّقْوٰی وَاَہْلَ الْمَغْفِرَۃِ وَاجْعَلْ اَشْرَفَ صَلَوَاتِکَ وَاَنْمٰی بَرَکَاتِکَ وَاَزْکٰی تَحِیَّاتِکَ عَلٰی ہٰذَا الْحَبِیْبِ الْمُجْتَبٰی وَالشَّفِیْعِ الْمُرْتَجٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ دَائِمًا اَبَدًا اٰمِیْن اٰمِیْن یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۰

---

[1] و : محمد بن یزید ابن ماجہ، امام ؛ سنن ابن ماجہ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی ص ۳۳۰

ب : ابو عبداللہ الحاکم، امام ؛ مستدرک بیروت ۱/۷۱

[2] ہ

از تحقیق الفتویٰ (علامہ فضل حق خیر آبادی)

## محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت

گوشِ دل سے سننا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اولین وآخرین کے سردار، انبیاء و مرسلین سے افضل، بارگاہِ ایزدی میں سب سے زیادہ معزز اور بعد از خدائے قدوس تمام موجودات سے محبوب ترین ہستی ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ مقام و مرتبہ اور عزت و فضیلت حاصل ہے کہ کسی مخلوق کو اس میں شرکت یا ہمسری حاصل نہیں ہے۔ آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ نبویہ، آثارِ صحابہ و تابعین، ائمۂ مجتہدین اور تمام علماءِ دین کے اقوال اس پر دال اور اس دعوے کی صداقت پر حجتِ قطعیہ اور برہانِ یقینی کا درجہ رکھتے ہیں، کسی مدعیٔ اسلام کو اس کے خلاف مجالِ دم زدن نہیں ہے [1]

## مقامِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

پہلی آیت ملاحظہ ہو،
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

"اے حبیب! ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر۔"

عالمین میں تمام اگلے اور پچھلے فرشتے، انسان اور ان کے ماسوا داخل ہیں، حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیلِ امین سے پوچھا کہ تمہیں بھی اس رحمت سے کچھ حصہ ملا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں، میں اپنے انجام سے خائف رہتا تھا، اللہ تعالےٰ کے تعریف فرمانے پر:

ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ

---

[1] تفصیل کیلئے تجلی الیقین، از امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ملاحظہ ہو۔

( مالکِ عرش کے حضور عزت والا، وہاں اس کا حکم مانا جاتا ہے )

میں مطمئن ہو گیا ہوں ، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وجودِ مسعود بھی تمام جہانوں کے لئے رحمت اور حضور کا وصال بھی رحمت تھا ، چنانچہ فرماتے ہیں :

حَیَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ وَ مَمَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ (الحدیث)

" میری ظاہری زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہے ۔"

دوسری حدیث میں ہے :

اِذَآ اَرَادَ اللّٰہُ رَحْمَۃً بِاُمَّۃٍ قَبَضَ نَبِیَّہَا قَبْلَہَا فَجَعَلَہٗ لَہَا فَرَطًا وَّ سَلَفًا ۔

" جب اللہ تعالیٰ کسی امت پر رحمت کا ارادہ فرماتا ہے، ان کے نبی کو ان سے پہلے قبض فرما لیتا ہے اور اس نبی کو جنت میں جانے کے لئے امت کا پیشرو اور کارساز بنا دیتا ہے ۔"

فَرَط اس شخص کو کہتے ہیں جو قافلے سے پہلے منزل پر جا کر کھانے، پانی اور چارپایوں کے چارے کا انتظام کرتا ہے تاکہ جب قافلہ پہنچے تو تمام ضروریات انہیں مہیا کر دے ۔

حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مومنوں کے لئے بھی رحمت ہیں اور کافروں کے لئے بھی، کیونکہ اس زمانے کے کافر ان عذابوں سے محفوظ ہیں جو پہلے کافروں پر نازل ہوتے رہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَہُمْ وَ اَنْتَ فِیْہِمْ

" اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ انہیں عذاب دے جبکہ اے حبیب!

تم ان میں موجود ہو۔"

دوسری آیت :

وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ

"اے حبیب! ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا"

جب میرا ذکر ہوگا تمہارا ذکر بھی ہوگا، جیسے کہ کلمہ اور اذان میں ہے۔

حضرتِ قتادہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا ذکر دنیا اور آخرت میں بلند فرمایا کیونکہ جو بھی خطبہ، تشہد اور نماز پڑھے گا اَشۡهَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ اللّٰهِ پڑھے گا۔

حضرتِ ابوسعید خدری روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

"میرے پاس جبرئیل امین آئے اور کہا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اے حبیب! تم جانتے ہو اللہ تعالےٰ نے جہان میں تمہارا ذکر کس طرح بلند کیا؟ حضورؐ نے فرمایا اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے، حضرتِ جبرئیل نے کہا اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ جب میرا ذکر ہوگا، تمہارا ذکر بھی ہوگا۔"

حضرتِ عطا فرماتے ہیں : اللہ تعالےٰ فرماتا ہے میں نے ایمان کی تکمیل اپنے اور تمہارے ذکر سے فرمائی ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اے حبیب! میں نے تمہیں اپنا ذکر بنا دیا ہے کیونکہ جو تمہارا ذکر کرے گا وہ میرا ذکر کرے گا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :

قَدۡ اَنۡزَلَ اللّٰهُ اِلَيۡكُمۡ ذِكۡرًا رَّسُوۡلًا

"تحقیق اللہ تعالےٰ نے تمہاری طرف ذکر بھیجا جو رسول ہے"

حضرتِ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

جو رسالت کے ساتھ تمہارا ذکر کرے گا وہ ربوبیت کے ساتھ میرا ذکر کرے گا۔

اللہ تعالےٰ کے ذکر کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ذکر کی ایک مثال یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی طاعت کے ساتھ حضور کی طاعت اور اپنے نام کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے نام کو متصل فرمایا ہے،

ارشاد ہوتا ہے :

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ

اور اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ

اللہ تعالےٰ نے اپنا اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا نام واؤ عاطفہ (جو جمعِ اطراف کیلئے آتی ہے) سے یکجا فرمایا ہے اور یہ بات کسی دوسرے کے حق میں درست نہیں ہے۔

شرح شفا میں ہے :

"بہت سے علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کا نام حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ و رفعنا لك ذكرك کے مطابق ہر شے پر نقش ہے یعنی اے حبیب! فرشتہ ہو یا آسمان، عمارت ہو یا عرش و فرش، پتھر ہو یا کچی اینٹ، درخت ہو یا پھل وغیرہ، ہم نے ہر چیز پر اپنے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر نقش کر دیا ہے اگرچہ اکثر مخلوق اس کی تصویر نہیں دیکھ پاتی اس کی نظیر اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ ہر شے اللہ تعالےٰ کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے۔"

تحدیثِ نعمت
بچہ نور کا!
گھرانہ نور کا
پیالہ نور کا
صدقہ نور کا
کا فیض نور ہے
قصیدہ نور کا!
خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تحدیثِ نعمت